ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

اپریل 2021ء - شعبان المعظم 1442ھ (جلد 18 شمارہ 08)

جلد 18 شمارہ 08

اپریل 2021ء - شعبان المعظم 1442ھ

ماہنامہ
التبلیغ
راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد ناصر
مولانا طارق محمود

فی شمارہ.................35روپے
سالانہ.................400روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..........................میڈیا کا جادُو..................مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط 13)............................زکریا علیہ السلام کی دعاء اور

یحییٰ علیہ السلام کی ولادت..// // 5

درسِ حدیث ... ''معراج'' سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی احادیث (قسط 3)...// // 16

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات..// // 26

رسولِ خدا کے اندازِ تربیت کا ایک پہلو....................................مولانا شعیب احمد 29

ماہِ محرم: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات...............مولانا طارق محمود 33

علم کے مینار:............ امت کے علماء وفقہاء (قسط 2)........مفتی غلام بلال 35

تذکرۂ اولیاء:...................عمر رضی اللہ عنہ کا نظامِ حکومت.......مولانا محمد ریحان 41

پیارے بچو!..................جنگی جہاز اور قلعے کا نمونہ....................// // 46

بزمِ خواتین .....عدالتی تفریق میں خواتین کے اختیارات (پانچواں حصہ)..مفتی طلحہ مدثر 48

آپ کے دینی مسائل کا حل..''عمل بالحدیث'' کا حکم (قسط 2)...ادارہ 55

کیا آپ جانتے ہیں؟.................... ''سنت'' میں اعتدال،

اور ''بدعت'' میں اجتہاد...مفتی محمد رضوان 71

عبرت کدہ ... قومِ فرعون پر آنے والے مختلف عذاب (حصہ دوم)....مولانا طارق محمود 77

طب وصحت...حجامہ کی اُجرت سے متعلق

محدثین وفقہاء کے اقوال...حکیم مفتی محمد ناصر 83

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..............................// // 88

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 89

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

میڈیا کا جادُو

موجودہ دور میں انسانوں پر میڈیا کا ایسا جادو چلا ہے کہ شاید ہی کوئی اس کے سحر سے بچا ہوا ہو، میڈیا کے سحر نے چند ایک کے علاوہ سب کو ہی اپنا دیوانہ بنا کر رکھ دیا ہے، جسے دیکھو، کسی نہ کسی انداز میں میڈیا سے سر جوڑے نظر آتا ہے، گھر ہو، یا دوکان، بازار ہو، یا گلی کوچہ، شہر ہو، یا گاؤں، آبادی ہو، یا جنگل، سفر ہو، یا حضر، شاید ہی کوئی جگہ اور کوئی مقام اور کوئی حالت اس سے خالی رہ گئی ہو۔

پھر اس میڈیا کے سحر وجادو سے جس طرح مرد حضرات متاثر ہیں، اسی طرح خواتین بھی متاثر ہیں، بلکہ بوڑھے، جوان اور بچے سب ہی اس کی زد میں ہیں، حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ موجودہ زمانے کے میڈیا کے پروگراموں میں زیادہ تر خلافِ حقیقت اور بے سروپا باتیں ہیں، جن کی کوئی حقیقت نہیں اور جن چیزوں کی کوئی حقیقت بھی ہے، ان میں بھی شرعی تقاضوں کی رعایت بہت کم ملحوظ اور منکرات وفضولیات اور لایعنی چیزوں کی بہت زیادہ بہتات اور کثرت ہے۔

اس لیے کیا بعید ہے کہ دجال بھی کچھ ترقی کے ساتھ اسی میڈیا کے راستے سے انسانوں پر غلبہ حاصل کرے، اور انسانوں کو میڈیا کے ذریعے اپنے دجل وفریب اور دھوکہ میں مبتلا کرے، اور دجال کی طرف سے جنت وجہنم وغیرہ کی شکل میں پیش کیا جانے والا پروگرام بھی اسی طرح کا خلافِ حقیقت اور خیالی درجہ میں میڈیا کے پروگراموں کی طرح کا ہو، جس میں ہر وہ چیز دکھادی جاتی ہے، جس کا حقیقی وخارجی دنیا میں کوئی وجود نہیں ہوتا، اور ظاہر ہے کہ ''جادو'' کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہوتی، اس میں بھی ظاہری اعتبار سے نظروں کو دھوکہ دیا جاتا اور دجل وفریب میں مبتلا کیا جاتا ہے، سیاہ کو سفید، اور سفید کو سیاہ، زندہ کو مُردہ، اور مُردہ کو زندہ، نیک کو بد، اور بد کو نیک، مسلم کو غیر مسلم، اور غیر مسلم کو مسلم، میاں بیوی کو اجنبی، اور اجنبی کو میاں، یا بیوی، بدصورت کو خوبصورت، اور خوبصورت کو بدصورت، اور نہ جانے کیا کچھ بنا کر پیش کیا جاتا ہے، جس کا شمار کرنا اور اس کا احاطہ کرنا بھی مشکل

ہے،اور ''ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور،کھانے کے اور'' والی بات ہے۔

یہ کون نہیں جانتا کہ آج کل کے ڈراموں،فلموں اور گیموں وغیرہ میں جو واقعات ومناظر پیش کیے جاتے ہیں،ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، یہ مناظر اور واقعات فرضی اور خیالی ہوتے ہیں، بیشتر خبریں اور تبصرے وتجزیے بھی جھوٹ اور خلافِ واقعہ ہوتے ہیں، غیبت وبہتان اور الزام تراشی پر مبنی واقعات کی بھی کمی نہیں،لیکن اس کے باوجود ان کو دنیا بھر کے انسان بڑی توجہ اور دلچسپی سے دیکھتے ہیں،اور ان سے بہت زیادہ متاثر ہوتے اور دھوکہ کھاتے ہیں۔

جیسا کہ جادو میں بھی اسی طرح سے دھوکہ ہوتا ہے، بلکہ کئی قسم کے پروگرام اور گیمز تو ایسے بھی ایجاد ہوگئے ہیں کہ نوجوان نسل ان سے متاثر ہوکر خودکشی وغیرہ کرکے اپنی جان تک سے ہاتھ دھوبیٹھتی ہے،یا کسی دوسرے بڑے جانی ومالی حادثہ کا شکار ہوجاتی ہے۔

اس لیے اگر ان میڈیائی پرگراموں کو موجودہ دور کا سب سے بڑا جادو قرار دیا جائے،تو مبالغہ نہ ہوگا، جس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ احادیث میں بعض بیانوں اور کلاموں کو بھی جادو سے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ [1]

موجودہ دور کے میڈیا نے اپنے سے پہلے کے تمام جادو کی اقسام وانواع کو پیچھے چھوڑ دیا ہے،اور دنیا بھر میں گھر گھر،اور دور دراز بسنے اور رہنے والے انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

اسی لیے جو لوگ میڈیا سے مسحور ہیں،ان کے بارے میں خطرہ ہے کہ وہ نعوذ باللہ تعالیٰ دجال کے ظاہر ہونے کے بعد اس کے فتنے میں بھی بڑی آسانی سے مبتلا ہوجائیں اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھوبیٹھیں۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص اور خاص کر مومن اپنے آپ کو میڈیا کے سحر وجادو سے جہاں تک ہوسکے بچا کر رکھے،اور اپنے آپ کو دین وشریعت کی تعلیمات وہدایات میں ڈھالے، جس کا صحیح راستہ،دراصل قرآن وسنت میں ہی موجود ہے۔اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

---

[1] عن عبد الله بن عمر، رضي الله عنهما: أنه قدم رجلان من المشرق فخطبا، فعجب الناس لبيانهما، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن من البيان لسحرا، أو: إن بعض البيان لسحر "(صحيح البخاري، رقم الحديث ٥٧٦٧)

www.idaraghufran.org

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط13، آیت نمبر38 تا41) مفتی محمد رضوان

زکریا علیہ السلام کی دعاء اور یحییٰ علیہ السلام کی ولادت

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ(38)فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ(39) قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ(40) قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ(41)(سورة البقرة، رقم الآيات ٣٨ الیٰ ٤١)

ترجمہ: وہاں دعاء کی زکریا نے اپنے رب سے، کہا کہ اے میرے رب! ہبہ کردیجیے آپ، میرے لیے، اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد، بے شک تو ہی خوب سننے والا ہے دعاء کو(38) تو پکارا اُن (زکریا) کو فرشتوں نے، اور وہ (زکریا) کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے، محراب میں کہ بے شک اللہ خوش خبری سناتا ہے آپ کو، یحییٰ کی، جو تصدیق کرنے والا ہے، اللہ کے کلمہ کی، اور سید ہوگا، اور پاکدامن ہوگا، اور نبی ہوگا، نیک لوگوں میں سے(39) کہا (زکریا نے) کہ اے میرے رب! کہاں ہوگا میرے لیے لڑکا؟ اور پہنچ چکا ہے مجھے بڑھاپا، اور میری بیوی بانجھ ہے، فرمایا (اللہ نے) کہ اسی طرح (ہوگا) اللہ کرتا ہے وہی، جو چاہتا ہے وہ(40) کہا (زکریا نے) کہ اے میرے رب! کردیجیے میرے لیے کوئی نشانی، فرمایا (اللہ نے) تمہاری نشانی یہ ہے کہ نہیں کلام کرسکوگے، تم لوگوں سے، تین دن تک، مگر اشارے سے، اور ذکر کیجیے اپنے رب کا کثرت سے، اور تسبیح کیجیے شام کو اور صبح کو(41)(سورہ بقرہ)

تفسیر و تشریح

اس سے پہلے حضرت مریم کے پاس اللہ کی طرف سے غیبی طور پر رزق پہنچنے کا ذکر ہو چکا ہے۔

حضرت مریم چونکہ حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام کی کفالت میں تھیں، اس لیے حضرت زکریا نے جب حضرت مریم کے پاس اللہ کی طرف سے ظاہری اسباب کے بغیر رزق آتا ہوا دیکھا، تو بڑھاپے اور بیوی کے بانجھ پن ہونے کے حالات میں آپ کو بھی ظاہری اسباب کے خلاف، اپنے لیے اولاد کی اللہ سے دعاء کرنے کا داعیہ پیدا ہوا۔

اور انہوں نے اس مقصد کے لیے اللہ سے دعاء کی، اللہ نے آپ کی دعاء کو قبول فرمایا، اور یحییٰ نام کے بیٹے کی بشارت سنائی، جس کا مذکورہ آیات میں ذکر ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ "إِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا" تَلَا إِلٰى قَوْلِهٖ "وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا" قَالَ: كَفَلَهَا زَكَرِيَّا فَدَخَلَ عَلَيْهَا الْمِحْرَابَ، فَوَجَدَ عِنْدَهَا عِنَبًا فِيْ مِكْتَلٍ فِيْ غَيْرِ حِيْنِهٖ، قَالَ زَكَرِيَّا: "أَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ" قَالَ: إِنَّ الَّذِيْ يَرْزُقُكِ الْعِنَبَ فِيْ غَيْرِ حِيْنِهٖ لَقَادِرٌ أَنْ يَرْزُقَنِيْ مِنَ الْعَاقِرِ الْكَبِيْرِ الْعَقِيْمِ وَلَدًا، "هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ" فَلَمَّا بُشِّرَ بِيَحْيٰى قَالَ: "رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ آيَةً قَالَ: آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا" قَالَ: يُعْتَقَلُ لِسَانُكَ مِنْ غَيْرِ مَرَضٍ وَأَنْتَ سَوِيٌّ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۱۵۰) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کے ارشاد "إِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا" سے لے کر "وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا" تک تلاوت کی، اور فرمایا

[1] قال الحاکم: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

www.idaraghufran.org

کہ حضرت مریم کی، حضرت زکریا نے کفالت کی، پھر حضرت زکریا، حضرت مریم کے پاس محراب میں داخل ہوئے، تو ان کے پاس بغیر موسم کے ٹوکری میں انگور کو پایا، تو حضرت زکریا نے فرمایا کہ ''اے مریم! کہاں سے (آتا ہے) تیرے پاس یہ (رزق) کہا اس (مریم) نے کہ وہ اللہ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ رزق دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے'' حضرت زکریا نے کہا کہ بے شک وہ اللہ جو آپ کو بغیر موسم کے انگور کی شکل میں رزق عطا کرتا ہے، تو وہ یقیناً اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ بڑھاپے اور بانجھ پن کی حالت میں مجھے، اولاد عطاء فرمائے، اس موقع پر دعاء کی زکریا نے اپنے رب سے، پھر جب انہیں (اللہ کی طرف سے) یحییٰ کی بشارت دی گئی، تو حضرت زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے رب، میرے لیے (یحییٰ کی پیدائش کے موقع پر) کوئی نشانی مقرر فرما دیجیے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہ ہے کہ نہیں بات کرسکو گے تم، لوگوں سے تین رات تک، درست ہونے کی حالت میں، ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی زبان بیماری کے بغیر رک جائے گی، اور آپ صحیح وتندرست ہوں گے (حاکم)

حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام کے اس واقعہ کا سورہ مریم میں بھی ذکر آیا ہے، جس سے مذکورہ آیات کی مزید تشریح وتوضیح ہوتی ہے۔

چنانچہ سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

کٓھٰیٰعٓصٓ . ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا . اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَاءً خَفِیًّا . قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَھَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْ بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا . وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَائِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا . یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْہُ رَبِّ رَضِیًّا . یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ اسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا . قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا . قَالَ کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکَ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَکُ

شَيْـــئًا .قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا.فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا.يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا. وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا.وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا.وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا(سورۃ مریم، رقم الآیات ۱ الٰی ۱۵)

ترجمہ:کٓهٰيٰعٓصٓ۔(یہ)ذکر ہے آپ کے رب کی رحمت کا،اس کے بندے زکریا پر۔جب پکارا اس نے اپنے رب کو،آہستہ آواز سے۔کہا اس نے کہ اے میرے رب! بے شک کمزور ہوگئیں ہڈیاں میری،اور شعلے مارنے لگا سر بڑھاپے کی حالت میں،اور نہیں ہوا میں آپ کی دعاء سے اے میرے رب!محروم۔اور بے شک خوف ہے مجھے، قرابت داروں کا میرے پیچھے،اور ہے میری بیوی بانجھ،پس ھبہ کردیجیے مجھے اپنے پاس سے ولی۔وارث ہو وہ میرا،اور وارث ہو وہ آلِ یعقوب کا،اور کردیجیے اس کو اے میرے رب!پسندیدہ۔اے زکریا!بے شک ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھ کو،لڑکے کی،جس کا نام یحیٰی ہے،نہیں کیا ہم نے اس کا اس سے پہلے کوئی ہم نام۔کہا (زکریا نے)اے میرے رب! کیسے ہوگا میرے لیے لڑکا،اور ہے میری بیوی بانجھ، اور یقیناً پہنچ چکا میں بڑھاپے سے انتہا کو۔فرمایا(رب تعالیٰ نے)اسی طرح(ہوگا) فرمادیا تیرے رب نے،وہ مجھ پر آسان ہے،اور پیدا کیا میں نے تجھے اس سے پہلے، اور نہیں تھا تو کچھ بھی۔کہا(زکریا نے)اے میرے رب!کردیجیے میرے لیے کوئی نشانی،فرمایا(رب تعالیٰ نے)تیری نشانی یہ ہے کہ نہیں کلام کرسکے گا،تو لوگوں سے تین رات تک،صحیح ہونے کی حالت میں۔پھر نکلا وہ (زکریا) اپنی قوم پر حجرے سے، تو اشارہ کیا اس نے،ان(قوم کے لوگوں)کی طرف کہ تسبیح بیان کرو تم (اللہ کی) صبح اور شام۔اے یحیٰی! پکڑ لیجیے آپ کتاب کو قوت کے ساتھ،اور عطا کیا ہم نے اس (یحیٰی) کو حکم بچپن کی حالت میں۔اور(عطاء کیا ہم نے)شفقت کو اپنی طرف سے،اور

www.idaraghufran.org

پاکیزگی کو، اور تھا وہ نہایت متقی۔ اور نیک سلوک کرنے والا اپنے والدین کے ساتھ، اور نہیں تھا وہ سرکش، نافرمان۔ اور سلام ہے اس پر جس دن پیدا ہوا وہ، اور جس دن فوت ہوگا وہ، اور جس دن اٹھایا جائے گا زندہ کرکے (سورہ مریم)

سورہ مریم کی مذکورہ آیات کے فوراً بعد حضرت مریم کے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی عجیب طرح سے پیدائش کا ذکر ہے، جو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ و بالغہ کی دلیل ہے، جس کا بیان، ان شاء اللہ تعالیٰ آگے سورہ مریم کی تفسیر میں آئے گا۔

مذکورہ آیات سے حضرت زکریا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت یحییٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت معلوم ہوگئی کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان صفات ودیعت فرمائی تھیں، جن میں سے بعض کا ذکر مذکورہ آیات میں ہے۔

''کلمۃُ اللہ'' سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، جن کو اس لیے ''کلمۃُ اللہ'' کہا جاتا ہے کہ وہ ''کلمۂ کُن''، یعنی اللہ کے حکمِ ''کُن'' سے بغیر والد کے پیدا ہوئے، حضرت یحییٰ علیہ السلام ان کی تصدیق کرنے والے ہوں گے، اور حضرت یحییٰ صفاتِ عالی کی وجہ سے اپنی قوم کے سردار ہوں گے، اور وہ عورتوں سے اپنے آپ کو محفوظ اور ان سے اپنے دامن کو پاک رکھنے والے ہوں گے، اور وہ نبی ہوں گے، اور وہ نیک صالح لوگوں میں سے ہوں گے، جو نبی کی شان ہوتی ہے۔

جبکہ حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی والدہ حضرت مریم کے فضائل بھی کم نہیں ہیں۔

احادیث میں بھی ان کی عظیم الشان فضیلت کا ذکر آیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ أَھْلِ الْجَنَّۃِ، إِلَّا ابْنَیِ الْخَالَۃِ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ، وَیَحْیی بْنَ زَکَرِیَّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْھِمَا (موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان، رقم الحدیث ۲۲۲۸)[1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''حسن'' اور ''حسین'' رضی اللہ عنہما جنت کے

[1] قال حسین سلیم اسد الدرانی: إسنادہ جید (حاشیۃ موارد الظمآن)

www.idaraghufran.org

نوجوانوں کے سردار ہیں، سوائے خالہ کے دو بیٹوں، یعنی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا صلی اللہ علیہما کے (موارد الظمآن)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو نوجوانانِ جنت کے سردار ہونے کا شرف حاصل ہے، لیکن ان کو حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ صلی اللہ علیہما وسلم پر سردار ہونے کا شرف حاصل نہیں، جس سے ایک طرف تو حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوتی ہے، دوسری طرف حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ صلی اللہ علیہما وسلم کی بھی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوتی ہے، اور اہلِ تشیع کے ان فرقوں کی بھی تردید ہوتی ہے، جو حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے نبیوں پر فوقیت وفضیلت دیتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۷۳۳) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''فاطمہ'' اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، سوائے مریم بنتِ عمران کے (حاکم)

مذکورہ حدیث سے جہاں ایک طرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوتی ہے، اسی کے ساتھ حضرت مریم کی عظیم الشان فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت فاطمہ کو ان کا سردار بنانے سے مستثنیٰ کیا گیا۔ [2]

---

[1] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "إِنَّمَا تَفَرَّدَ مُسْلِمٌ بِإِخْرَاجِ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ أَرْبَعٌ "
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

[2] "الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة إلا ابني الخالة عيسى ابن مريم ويحيى بن زكريا، وفاطمة سيدة نساء أهل الجنة إلا ما كان من مريم بنت عمران ."(حم ع حب طب ک) عن أبي سعيد.
(الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة إلا ابني الخالة عيسى مريم ويحيى بن زكريا) فإنهما ليس لهما سيادة عليهما بل هم سواء في السيادة أو ابنا الخالة أفضل يحتمل الأمرين) .وفاطمة سيدة نساء أهل الجنة إلا ما كان) أي إلا ما ثبت: (من) فضل: (مريم بنت عمران) فإنهما سواء أو أن مريم الأفضل كما سلف .(حم ع حب طب ک) عن أبي سعيد(التنوير شرح الجامع الصغير للصنعاني، ج۵ص۴۲۵، تحت رقم الحديث ۳۸۰۶)

www.idaraghufran.org

بلکہ بعض دوسری احادیث میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ ،بعض دیگر خواتین اورازواجِ مطہرات کی بھی عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ، وَلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ: إِلَّا آسِیَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَمَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۳۴۱۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَرد حضرات میں تو بہت سے کامل ہوئے ہیں،لیکن عورتوں میں سوائے’’آسیہ زوجہ فرعون‘‘اور’’مریم بنتِ عمران‘‘کے کوئی کامل نہیں ہوئی، اور عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے،جیسے’’ثرید‘‘ نام کے کھانے کی تمام کھانوں پرفضیلت ہے(بخاری)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَطَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ خُطُوْطٍ، ثُمَّ قَالَ: أَتَدْرُوْنَ مَا ھٰذَا؟ قَالُوْا:اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ أَعْلَمُ، قَالَ:إِنَّ أَفْضَلَ نِسَاءِ أَھْلِ الْجَنَّةِ خَدِیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَمَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِیَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ مَعَ مَا قَصَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا مِنْ خَبَرِھَا فِی الْقُرْآنِ ”قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ“(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۸۳۶) [1]

ترجمہ: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں ،اور فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ لکیریں کیسی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہلِ جنت کی عورتوں میں سب

[1] قال الحاکم:ھَذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ بِهَذَا اللَّفْظِ إِنَّمَا اتَّفَقَا عَلَی الْحَدِیثِ الَّذِی. وقال الذھبی فی التلخیص:صحیح.

www.idaraghufran.org

سے افضل عورتیں چار ہوں گی، ایک (امُّ المؤمنین) خدیجہ بنتِ خویلد، دوسرے فاطمہ بنتِ محمد، تیسرے مریم بنتِ عمران، چوتھے آسیہ بنتِ مزاحم، جو فرعون کی بیوی تھیں، جن کے بارے میں اللہ نے ان کی خبر کو قرآن میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ "قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ" (حاکم)

مذکورہ اور اس جیسی احادیث سے اہلِ تشیع کے ان تمام فرقوں کی تردید ہوتی ہے، جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تو فضیلت کے قائل ہیں، بلکہ ان کی فضیلت میں نہایت درجے غلو کرتے ہیں، لیکن دیگر مذکورہ خواتین اور بالخصوص ازواجِ مطہرات کو وہ درجہ ومقام دینے کے لیے تیار نہیں، جن کا معتبر احادیث میں ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہدایت عطاء فرمائے۔ آمین۔

اب سورہ آلِ عمران کی مذکورہ بالا آیات اور حضرت زکریا صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ سے ثابت شدہ چند اہم فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا فائدہ یہ ہے کہ بندہ کو ہر حال میں اللہ سے دعاء کرنی اور امید رکھنی چاہیے، خواہ ظاہری اسباب کے اعتبار سے کسی چیز کا حاصل ہونا دشوار معلوم ہوتا ہو، جیسا کہ حضرت زکریا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بڑھاپے اور اپنی بیوی کے بانجھ پن ہونے کی حالت میں اللہ سے اولاد کی دعاء کی، اور پھر ان کو اس حال میں اولادِ صالح عطاء فرمائی گئی۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ دعاء کرتے وقت اپنی کمزوری محتاجی اور اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اس کی مناسبِ حال صفات کا ذکر کرنا بہتر ہے، جیسا کہ حضرت زکریا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کرتے وقت:

"اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ"

اور

"قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْ بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا . وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَائِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ

لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ وَلِیًّا .یَّرِثُنِیۡ وَیَرِثُ مِنۡ اٰلِ یَعۡقُوۡبَ وَاجۡعَلۡهُ رَبِّ رَضِیًّا “

جیسے الفاظ وکلمات استعمال کیے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پاکیزہ ونیک صالح اولاد کی دعاء کرنا چاہیے، جیسا کہ ”ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً “ سے معلوم ہوا۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ انسان کی پیدائش، دراصل کسی کی محنت وذاتی جدوجہد کا نتیجہ نہیں، بلکہ وہ خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے ھبہ وعطیہ ہے، اسی لیے حضرت زکریا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء میں عرض کیا کہ:

”رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ “

”اے میرے رب! ہبہ کردیجیے آپ، میرے لیے اپنے پاس سے“

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

لِلّٰهِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ یَخۡلُقُ مَا یَشَاءُ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَاءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنۡ یَّشَاءُ الذُّکُوۡرَ . اَوۡ یُزَوِّجُهُمۡ ذُکۡرَانًا وَّاِنَاثًا وَیَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَاءُ عَقِیۡمًا اِنَّهٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ (سورۃ الشوریٰ، رقم الآیات ۴۹،۵۰)

ترجمہ: اللہ ہی کے لیے ہے، آسمانوں اور زمین کی بادشاہی، پیدا کرتا ہے وہ، جو چاہتا ہے، جس کو چاہتا ہے، عطا کرتا ہے وہ بیٹیاں، اور جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے وہ بیٹے۔ یا جوڑ کردیتا ہے انہیں بیٹے اور بیٹیاں، اور جسے چاہتا ہے وہ بانجھ کردیتا ہے، بے شک وہ علیم ہے، قدیر ہے (سورہ شوریٰ)

پانچواں فائدہ یہ ہے کہ جب کوئی ضرورت ومصلحت نہ ہو، تو دعاء کا آہستہ، خفیہ اور چھپ کر کرنا، زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ سورہ مریم میں حضرت زکریا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اِذۡ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِیًّا “ ”جب پکارا اس نے اپنے رب کو، آہستہ آواز سے“

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ اللہ جس کام کا ارادہ فرماتا ہے، اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا، جیسا کہ اس جملے سے معلوم ہوا کہ:

”قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ“

”فرمایا(اللہ نے) کہ اسی طرح (ہوگا) اللہ کرتا ہے وہی، جو چاہتا ہے وہ“

ساتواں فائدہ یہ ہے کہ اولاد کا نہ ہونا، اور عورت کا بانجھ ہونا، اللہ کی ناراضگی ،یا نحوست کی دلیل نہیں، جیسا کہ حضرت زکریا صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے،لیکن آپ کو بڑھاپے تک اولاد حاصل نہ ہوئی، اورآپ کی زوجہ بانجھ بھی تھیں۔

آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ اولاد کا حصول،اوراس کے لیے جدوجہد کرنا گناہ نہیں،اور بانچھ پن کا علاج بھی جائز ہے، جبکہ شرعی حدود کی خلاف ورزی نہ ہو، جیسا کہ حضرت زکریا نے اولاد کی دعاء کی،اور اللہ نے آپ کی بیوی کے بانچھ پن کو دور فرما کر اولاد عطاء فرمائی۔

نواں اوردسواں فائدہ یہ ہے کہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرنا، اور صبح اور شام اللہ کی تسبیح بیان کرنا، فضیلت اورمقاصد کے حصول کا باعث ہے،جیسا کہ”وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ“ سے معلوم ہوا۔

www.idaraghufran.org

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام اضافہ واصلاح شدہ ساتواں ایڈیشن

ماہِ رمضان کے فضائل واحکام

اس کتاب میں قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں اسلامی سال کے نویں مہینہ ''ماہِ رمضان'' اور اس سے متعلق فضائل واحکام، منکرات وبدعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ رمضان کے مہینہ کے فضائل واحکام، چاند کے فضائل واحکام، روزہ کے فضائل واحکام، سحری کے فضائل واحکام، افطاری کے فضائل واحکام، لیلۃ القدر کے فضائل واحکام اور ان سے متعلق رائج منکرات واصلاحات کو مدلل ومفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے، ساتھ ہی تراویح اور مسنون اعتکاف کی فضیلت واہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مصنف

مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام)

نمازِ تراویح کے فضائل واحکام

رمضان المبارک کے ایک اہم عمل نمازِ تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام

نمازِ تراویح اور اُس میں قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کی فضیلت واہمیت

نمازِ تراویح کی مسنون تعداد کے ثبوت پر تفصیلی دلائل اور شبہات کا ازالہ

نمازِ تراویح کی جماعت، امامت واقتداء کے احکام

تراویح کی نماز میں سجدۂ تلاوت اور رکعت میں غلطی واقع ہوجانے کے احکا

نمازِ وتر اور اس کی جماعت کے احکام

تراویح کی نماز سے متعلق اہم مسائل پر تحقیقی کلام

مصنف

مفتی محمد رضوان

نفل، سنت اور واجب

اعتکاف کے فضائل واحکام

نفل ومستحب، مسنون اور واجب اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام

نفل ومستحب اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام

مسنون اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام

واجب اعتکاف کی حقیقت اور اُس کے اوقات واحکام

اور متعلقہ تحقیقی مسائل پر مفصّل ومدلّل کلام

مصنف

مفتی محمد رضوان

جلد4

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق

(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم

(3)...غیرُ اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم

(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ

(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم

(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم

(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنف

مفتی محمد رضوان

جلد5

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

(2)...مقدس اوراق کا حکم

(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم

(4)...خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنف

مفتی محمد رضوان

جلد6

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر

(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنف

مفتی محمد رضوان

جلد7

علمی وتحقیقی رسائل

متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق

13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنف

مفتی محمد رضوان

جلد8

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب

(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنف

مفتی محمد رضوان

جلد9

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام

(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق

(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط

(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد

(5)...انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق

(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق

(7)...دَف کی تحقیق

مصنف

مفتی محمد رضوان

جلد10

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق

(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق

(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول

(4)...تحقیق مسحِ رقبۃ

(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا

(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم

(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃُ المسجد کا شرعی حکم

(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق

مصنف

مفتی محمد رضوان

جلد11

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...شفاعة في الأخرة (اقسام واحکام)

(2)...اهلِ فترة وجاهلية کا حکم

مصنف

مفتی محمد رضوان

جلد12

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...احادیث ختمِ نبوت

(2)...شَفَاعَةُ النَّبِيِّ لِأَبَوَيِ النَّبِيِّ

مصنف

مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

’’معراج‘‘ سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی احادیث (قسط3)

معراج سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی چھٹی وساتویں حدیث

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک اور شاگرد ’’شریک بن ابی النمر‘‘ سے مروی حدیث میں چند باتیں ایسی آئی ہیں، جس میں انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دیگر اصحاب اور دیگر ثقہ راویوں سے تفرد اختیار کیا ہے، جن میں معراج کی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے اور یہاں تک کہ دو قوسوں، یا اس سے بھی کم قریب ہونے کا ذکر ہے، اور اسی طرح کا ذکر سورہ نجم میں بھی ہے، اور سورہ نجم میں مذکور قربت اور رؤیت، جبریلِ امین کی ہے، جس کے متعلق متعدد صحابۂ کرام سے تصریحات منقول ہیں، اور ان میں سے کسی سے اس میں اختلاف ثابت نہیں۔

صحیح بخاری کی اس روایت کے پیشِ نظر بعد کے کئی اہلِ حضرات، سورہ نجم میں مذکور قربت ورؤیت کو اللہ تعالیٰ کی قربت ورؤیت پر محمول کرتے رہے، اور یہ سلسلہ چلتے چلتے شہرت اختیار کر گیا۔

جبکہ محدثین نے ’’شریک بن ابی النمر‘‘ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں مذکور اس طرح کے تفردات پر تنقید کی ہے، اور ان کے مقابلے میں دوسری روایات، بالخصوص ’’ثابت بنانی‘‘ کی حضرت انس سے مروی روایات کو ترجیح دی ہے۔

رؤیتِ باری تعالیٰ کی تفصیل ہم نے اپنے دوسرے مستقل مضمون میں کردی ہے، جو ’’رؤیتِ باری تعالیٰ‘‘ کے نام سے شائع ہو چکا ہے، اب ’’شریک‘‘ کی وہ روایت ملاحظہ فرمائیے۔

صحیح بخاری میں ’’سلیمان بن بلال‘‘ سے روایت ہے کہ:

عَـنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ:سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: لَيْلَةَ

أُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الکَعْبَۃِ، أَنَّہٗ جَائَہٗ ثَلاَثَۃُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ یُوْحٰی إِلَیْہِ وَھُوَ نَائِمٌ فِی المَسْجِدِ الحَرَامِ، فَقَالَ أَوَّلُھُمْ:أَیُّھُمْ ھُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُھُمْ:ھُوَ خَیْرُھُمْ، فَقَالَ آخِرُھُمْ: خُذُوْا خَیْرَھُمْ، فَکَانَتْ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ، فَلَمْ یَرَھُمْ حَتّٰی أَتَوْہُ لَیْلَۃً أُخْرٰی، فِیْمَا یَرٰی قَلْبُہٗ، وَتَنَامُ عَیْنُہٗ وَلاَ یَنَامُ قَلْبُہٗ، وَکَذٰلِکَ الأَنْبِیَاءُ تَنَامُ أَعْیُنُھُمْ وَلاَ تَنَامُ قُلُوْبُھُمْ، فَلَمْ یُکَلِّمُوہُ حَتَّی احْتَمَلُوْہُ، فَوَضَعُوْہُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ، فَتَوَلَّاہُ مِنْھُمْ جِبْرِیْلُ، فَشَقَّ جِبْرِیْلُ مَا بَیْنَ نَحْرِہٖ إِلٰی لَبَّتِہٖ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ صَدْرِہٖ وَجَوْفِہٖ، فَغَسَلَہٗ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِیَدِہٖ، حَتّٰی أَنْقٰی جَوْفَہٗ، ثُمَّ أُتِیَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَھَبٍ فِیْہِ تَوْرٌ مِنْ ذَھَبٍ، مَحْشُوًّا إِیْمَانًا وَحِکْمَۃً، فَحَشَا بِہٖ صَدْرَہٗ وَلَغَادِیْدَہٗ – یَعْنِیْ عُرُوْقَ حَلْقِہٖ – ثُمَّ أَطْبَقَہٗ ثُمَّ عَرَجَ بِہٖ إِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا، فَضَرَبَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِھَا فَنَادَاہُ أَھْلُ السَّمَاءِ مَنْ ھَذَا؟ فَقَالَ جِبْرِیْلُ:قَالُوا:وَمَنْ مَعَکَ؟ قَالَ: مَعِیَ مُحَمَّدٌ، قَالَ:وَقَدْ بُعِثَ؟ قَالَ:نَعَمْ، قَالُوْا: فَمَرْحَبًا بِہٖ وَأَھْلًا، فَیَسْتَبْشِرُ بِہٖ أَھْلُ السَّمَاءِ، لاَ یَعْلَمُ أَھْلُ السَّمَاءِ بِمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ بِہٖ فِی الأَرْضِ حَتّٰی یُعْلِمَھُمْ، فَوَجَدَ فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا آدَمَ، فَقَالَ لَہٗ جِبْرِیْلُ:ھَذَا أَبُوْکَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ، فَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَرَدَّ عَلَیْہِ آدَمُ، وَقَالَ: مَرْحَبًا وَأَھْلًا بِابْنِیْ، نِعْمَ الِابْنُ أَنْتَ، فَإِذَا ھُوَ فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا بِنَھَرَیْنِ یَطَّرِدَانِ، فَقَالَ: مَا ھَذَانِ النَّھَرَانِ یَا جِبْرِیْلُ؟ قَالَ:ھَذَا النِّیْلُ وَالفُرَاتُ عُنْصُرُھُمَا، ثُمَّ مَضٰی بِہٖ فِی السَّمَاءِ، فَإِذَا ھُوَ بِنَھَرٍ آخَرَ عَلَیْہِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ، فَضَرَبَ یَدَہٗ فَإِذَا ھُوَ مِسْکٌ أَذْفَرُ، قَالَ:مَا ھَذَا یَا جِبْرِیْلُ؟ قَالَ:ھَذَا الکَوْثَرُ الَّذِیْ خَبَأَ لَکَ رَبُّکَ، ثُمَّ عَرَجَ بِہٖ إِلَی السَّمَاءِ الثَّانِیَۃِ، فَقَالَتِ المَلاَئِکَۃُ لَہٗ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَہُ الأُوْلٰی مَنْ ھَذَا، قَالَ جِبْرِیْلُ: قَالُوْا: وَمَنْ مَعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالُوْا: وَقَدْ بُعِثَ إِلَیْہِ؟ قَالَ:نَعَمْ، قَالُوْا:مَرْحَبًا بِہٖ وَأَھْلًا، ثُمَّ عَرَجَ بِہٖ إِلَی السَّمَاءِ الثَّالِثَۃِ، وَقَالُوْا لَہٗ مِثْلَ مَا قَالَتِ الأُوْلٰی وَالثَّانِیَۃُ، ثُمَّ عَرَجَ بِہٖ إِلَی الرَّابِعَۃِ،

www.idaraghufran.org

فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ، فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، كُلُّ سَمَاءٍ فِيْهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ، فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ إِدْرِيْسَ فِي الثَّانِيَةِ، وَهَارُوْنَ فِي الرَّابِعَةِ، وَآخَرَ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظِ اسْمَهُ، وَإِبْرَاهِيْمَ فِي السَّادِسَةِ، وَمُوْسٰى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْضِيْلِ كَلَامِ اللّٰهِ، فَقَالَ مُوْسٰى: رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ، ثُمَّ عَلَا بِهٖ فَوْقَ ذٰلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ، حَتّٰى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى، فَأَوْحَى اللّٰهُ فِيْمَا أَوْحٰى إِلَيْهِ: خَمْسِيْنَ صَلَاةً عَلٰى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، ثُمَّ هَبَطَ حَتّٰى بَلَغَ مُوْسٰى، فَاحْتَبَسَهُ مُوْسٰى، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ، فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرِيْلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيْرُهُ فِيْ ذٰلِكَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيْلُ: أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ، فَعَلَا بِهٖ إِلَى الْجَبَّارِ، فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ: يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِيْ لَا تَسْتَطِيْعُ هٰذَا، فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى، فَاحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوْسٰى إِلٰى رَبِّهٖ حَتّٰى صَارَتْ إِلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوْسٰى عِنْدَ الْخَمْسِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَوْمِيْ عَلٰى أَدْنٰى مِنْ هٰذَا فَضَعُفُوْا فَتَرَكُوْهُ، فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوْبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ، كُلَّ ذٰلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرِيْلَ لِيُشِيْرَ عَلَيْهِ، وَلَا يَكْرَهُ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ، فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ، فَقَالَ: يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِيْ ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا، فَقَالَ الْجَبَّارُ: يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، كَمَا فَرَضْتُهُ

www.idaraghufran.org

عَلَيْكَ فِيْ أُمِّ الكِتَابِ، قَالَ: فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، فَهِيَ خَمْسُوْنَ فِيْ أُمِّ الكِتَابِ، وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ، فَرَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ: كَيْفَ فَعَلْتَ؟ فَقَالَ: خَفَّفَ عَنَّا، أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، قَالَ مُوْسٰى: قَدْ وَاللّٰهِ رَاوَدْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى أَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ، ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُوْسٰى، قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ، قَالَ: فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللّٰهِ قَالَ: وَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِيْ مَسْجِدِ الحَرَامِ (بخاری، رقم الحدیث ۷۵۱۷)

ترجمہ: ''شریک بن عبداللہ'' (جن کو شریک بن ابی نمر بھی کہا جاتا ہے) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کعبہ (یعنی حرم شریف) سے سیر (ومعراج) ہوئی تو وحی کے آنے سے پہلے آپ کے پاس تین فرشتے آئے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں سو رہے تھے، ان فرشتوں میں سے پہلے نے کہا کہ ان میں وہ (نبی) کون ہیں؟ بیچ والے نے اشارہ سے بتایا کہ ان میں سب سے اچھے وہ ہیں، تیسرے فرشتے نے کہا کہ ان میں جو بہتر ہیں، ان کو لے لو (اس وقت اور لوگ بھی حرم میں آرام فرما رہے تھے) اس رات کو یہی ہوا، پھر دوسری رات آنے تک ان فرشتوں کو نہیں دیکھا۔ پھر دوسری رات کو وہ فرشتے آئے، آپ کا دل ان کو دیکھ رہا تھا اور آنکھیں سوئی ہوئی تھیں، انبیاء کا یہی حال ہوتا ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا، ان فرشتوں نے آپ سے کوئی بات نہیں کی اور آپ کو اٹھا کر چاہِ زمزم کے پاس لے گئے، جبریل نے اس کام کو سنبھالا، انہوں نے آپ کے گلے سے لے کر دل کے نیچے تک سینہ کو چاک کیا اور سینہ اور پیٹ کو (خواہشات سے) خالی کیا، اپنے ہاتھ سے زمزم کے پانی سے دھویا، آپ کے پیٹ کو خوب صاف کیا، پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا، جس میں سونے کا ایک برتن ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا، اس سے آپ کے سینہ اور حلق (کی سب رگوں) کو بھرا، پھر اس کو برابر کر دیا۔

www.idaraghufran.org

پھر جبریل آپ کو آسمانِ دنیا کی طرف لے کر چڑھے، اور اس کے ایک دروازے کو کھٹکھٹایا، آسمان والوں نے پوچھا کون ہے؟ جبریل نے جواب دیا کہ جبریل! انہوں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں، جبریل نے کہا کہ میرے ساتھ محمد ہیں، انہوں نے پوچھا کہ ان کو بھیجا گیا ہے؟ جبریل نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے کہا کہ مرحبا واھلاً! پھر آپ کی وجہ سے آسمان والے خوش ہوگئے، اور آسمان والوں کو زمین میں اللہ کے ارادہ کا علم نہیں ہوتا، جب تک کہ اللہ ان کو علم نہ دے دے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانِ دنیا میں آدم علیہ السلام کو پایا، آپ سے جبریل نے کہا کہ یہ آپ کے جدِ امجد آدم ہیں، آپ ان کو سلام کیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا، حضرت آدم نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اے میرے بیٹے! مرحبا واھلاً! تم کیا ہی اچھے بیٹے ہو، آپ نے آسمانِ دنیا پر دو جاری نہروں کو دیکھا، تو آپ نے معلوم کیا کہ اے جبریل! یہ دو نہریں کیا ہیں؟ تو جبریل نے جواب میں کہا کہ یہ "نیل" اور "فرات" کا منبع ہے۔

پھر جبریل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے آسمان پر لے گئے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور نہر کو دیکھا، جس پر قیمتی موتیوں اور عالیشان پتھروں کا قبہ تھا، پھر اس نہر پر جبریل نے ہاتھ مارا، تو اُس میں سے قیمتی مشک کی تیز خوشبو پھوٹی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ اے جبریل! یہ کیا ہے؟ تو حضرت جبریل نے کہا کہ یہ نہرِ کوثر ہے، جو آپ کے رب نے آپ کے لیے پوشیدہ رکھی ہوئی ہے۔

پھر جبریل آپ کو دوسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے وہی سوال وجواب کیا، جو پہلے آسمان والوں نے کیا تھا، آسمان والوں نے پوچھا کہ کون ہے؟ جبریل نے جواب دیا کہ جبریل! انہوں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں، جبریل نے کہا کہ میرے ساتھ محمد ہیں، انہوں نے پوچھا کہ ان کو بھیجا گیا ہے؟ جبریل نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے کہا کہ مرحبا واھلاً!

پھر جبریل آپ کو تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے وہی سوال جواب کیا، جو دوسرے آسمان والوں نے کیا تھا، پھر جبریل آپ کو چوتھے آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے وہی سوال وجواب کیا، جو تیسرے آسمان والوں نے کیا تھا، پھر جبریل آپ کو پانچویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے اسی طرح سوال وجواب کیا، پھر جبریل آپ کو چھٹے آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے اسی طرح سوال وجواب کیا، پھر جبریل آپ کو ساتویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور فرشتوں نے اسی طرح سوال وجواب کیا۔

ہر آسمان پر انبیاء تھے، جن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بتایا (شریک بن عبداللہ، راوی کہتے ہیں کہ) میں نے ان میں سے دوسرے آسمان میں حضرت ادریس کے، اور چوتھے آسمان میں حضرت ھارون کے موجود ہونے کو یاد رکھا، لیکن پانچویں آسمان میں موجود نبی کا نام مجھے یاد نہیں رہا، اور حضرت ابراہیم کے چھٹے آسمان میں، اور حضرت موسیٰ کے ساتویں آسمان میں موجود ہونے کو یاد رکھا، اللہ کے ساتھ کلام کی فضیلت کی وجہ سے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے رب! میرا گمان نہیں تھا کہ کوئی مجھ سے اوپر بھی جائے گا۔

پھر آپ کو اس (ساتویں آسمان) سے بھی اوپر لے گئے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، یہاں تک کہ سدرۃُ المنتہیٰ کے (اوپر والے حصہ کے) پاس پہنچے، پھر اللہ رب العزت سے نزدیک ہوئے اور اس قدر نزدیک ہوئے جیسے کمان کے دو کونے، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوئے (جس کی اصل حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی بھیجی، جو بھی وحی بھیجی، اس میں یہ تھا کہ آپ کی امت پر دن رات پچاس نمازیں فرض کی گئیں ہیں، پھر آپ نیچے اترے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے، تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور کہا کہ اے محمد! تمہارے رب نے تم سے کیا عہد لیا، آپ نے فرمایا کہ مجھ سے دن رات پچاس نمازیں پڑھنے کا عہد لیا ہے،

انہوں نے کہا کہ تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، اس لئے لوٹ جاؤ، اپنے رب سے اپنے لیے اور اپنی امت کے واسطے تخفیف کراؤ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کی طرف رخ کیا، گویا آپ ان سے مشورہ لینا چاہتے تھے، جبریل نے مشورہ دیا کہ ہاں اگر آپ کی خواہش ہو، چنانچہ جبریل، اللہ جبار کے پاس اوپر تشریف لے گئے، شریک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ موجود رہے۔ [1]

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ اے میرے رب! نمازوں میں ہم پر کمی فرمادیجئے، میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، تو اللہ تعالی نے دس نمازیں کم کردیں (اور چالیس نمازیں رہ گئیں) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، انہوں نے روک لیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کو اسی طرح اپنے رب کے پاس بھیجتے رہے، حتّٰی کہ پانچ نمازیں رہ گئیں، پھر پانچ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روکا اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو اس سے بھی کم نمازیں پڑھوانا چاہیں، لیکن وہ ضعیف ہوگئے اور اس کو چھوڑ دیا، تمہاری امت تو جسم، بدن، آنکھ اور کان، کے اعتبار سے بہت ضعیف ہے، لہٰذا واپس جاؤ تمہارا رب تمہاری نمازوں میں کمی کردے گا، ہر بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبریل کی طرف دیکھتے تھے، تاکہ ان سے مشورہ لیں اور جبریل علیہ السلام اس کو ناپسند نہیں کرتے تھے، چنانچہ پانچویں بار بھی آپ کو لے گئے، آپ نے عرض کیا اے میرے رب! میری امت کے جسم ناتواں ہیں اور ان کے دل اور کان اور ان کے بدن کمزور ہیں، اس لئے ہم پر تخفیف فرما، اللہ جبار نے فرمایا کہ اے محمد، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ لبیک وسعدیک، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے پاس بات بدلی نہیں جاتی جو میں نے تم پر فرض کیا تھا، وہ امُّ الکتاب (لوحِ محفوظ) میں ہے، اللہ نے فرمایا ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے، اس لئے پانچ نمازیں

---

[1] قوله: ((فقال وهو مكانه)) الضمير عائد إلى الرسول – صلى الله عليه وسلم – أى: وهو فى مكانه الذى أوحى الله إليه فيه قبل نزوله إلى موسى(شرح كتاب التوحيد من صحيح البخارى،لعبد الله بن محمد الغنيمان، ج٢ص ٤٢١، حديث شريک فى الاسراء والمعراج عما اعتراض عليه فيه)

جو تم پر فرض ہوئیں لوح محفوظ میں پچاس ہی رہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا؟ آپ نے کہا ہمارے رب نے ہماری نماز میں بہت کمی فرمادی ہر نیکی کا دس گنا ثواب عطا کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے بنی اسرائیل سے اس سے بھی کم کا ارادہ کیا تھا لیکن انہوں نے اس کو چھوڑ دیا، لہٰذا لوٹ کر اپنے رب کے پاس جاؤ اور اس میں کمی کراؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے موسیٰ! اللہ کی قسم مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے، اس لئے کہ میں بار بار اپنے رب کے پاس جا چکا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا، پھر اللہ کا نام لے کر اترو۔

شریک بن عبداللہ راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہو گئے، اور آپ اس وقت مسجدِ حرام میں تھے (بخاری)

سلیمان بن بلال کی سند سے ''شریک بن ابی نمر'' کی حدیثِ انس کو امام طبری نے بھی ''تفسیرِ طبری'' میں روایت کیا ہے۔

اس میں بھی بخاری کی روایت کی طرح کا مضمون مذکور ہے، البتہ کچھ الفاظ کا فرق بھی ہے۔

(ملاحظہ ہو: تفسیر الطبری، ج۱۷ ص ۳۳۲، ۳۳۳، سورۃ الاسراء)

''شریک بن ابی نمر'' کی مذکورہ روایت میں کئی ایسی باتیں مذکور ہیں، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے دوسرے ''ثقہ وثبت'' راویوں اور واقعۂ معراج کی احادیث کو روایت کرنے والے دیگر ثقہ راویوں کی روایتوں میں موجود نہیں۔

اور خود ''شریک بن ابی نمر'' کی مذکورہ روایت میں بھی تصریح ہے کہ انہیں بعض چیزیں صحیح یاد نہیں رہیں۔

نیز ''شریک بن ابی نمر'' کے حافظے میں کچھ کمزوری ہونے کی محدثین نے تصریح فرمائی ہے، جس کی وجہ سے محدثین نے ''شریک بن ابی نمر'' کی سند سے مروی اس حدیثِ انس پر ان کی دوسری ثقہ راویوں سے مروی روایات کو ترجیح دی ہے۔

خود امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دوسرے زیادہ ''ثقہ وثبت''

شاگردوں مثلاً ''ابنِ شہاب زہری'' اور ''قتادہ'' اور ''ثابت بن اُسلم البنانی'' سے، جس حدیثِ انس کو روایت کیا ہے، اس میں بھی ''شریک بن ابی نمر'' والی روایت میں مذکور کئی چیزوں کا ذکر نہیں، جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ تلامذہ کو محدثین نے ''شریک بن ابی نمر'' سے زیادہ ثبت وثقہ قرار دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ ''شریک بن ابی نمر'' کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں کئی باتیں ایسی مذکور ہیں، جو ''ابنِ شہاب زہری'' اور ''قتادہ'' اور ''ثابت بنانی'' کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایات میں مذکور نہیں ہیں۔

امام مسلم نے بھی ''شریک بن ابی نمر'' کی روایت کو ذکر کر کے اس بات کا تذکرہ فرمایا ہے۔

چنانچہ امام مسلم نے ''سلیمان بن بلال'' کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

حَدَّثَنِی شَرِیْکُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أَبِی نَمِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ، یُحَدِّثُنَا عَنْ لَیْلَۃَ أُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْکَعْبَۃِ، أَنَّہُ جَائَہُ ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ یُوْحٰی إِلَیْہِ وَھُوَ نَائِمٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِقِصَّتِہِ نَحْوَ حَدِیْثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِیِّ، وَقَدَّمَ فِیْہِ شَیْئًا وَأَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ (مسلم، رقم الحدیث ۱۶۲ ''۲۶۲'')

ترجمہ: مجھ سے ''شریک بن عبداللہ بن ابی نمر'' نے حدیث بیان کی کہ میں نے انس بن مالک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''لیلۃُ الاسراء '' کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، مسجدِ کعبہ سے متعلق کہ آپ کے پاس تین افراد آئے، آپ کے پاس وحی کی آمد سے پہلے، اور آپ مسجدِ حرام میں سوئے ہوئے تھے۔

پھر ''شریک'' نے ''ثابت بنانی'' کی حدیث کی طرح کے قصے کو بیان کیا ہے، لیکن ''شریک'' نے کسی چیز کو مقدم کر دیا، اور کسی کو مؤخر کر دیا، اور کوئی چیز زیادہ کر دی، اور کوئی چیز کم کر دی (مسلم)

www.idaraghufran.org

امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں فرمایا کہ:

شریک کی روایت میں اسراء ومعراج کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا ذکر ہے، جس کا اہلِ علم نے انکار کیا ہے، حافظ عبدالحق نے فرمایا کہ شریک بن ابی نمر کی حضرت انس سے مروی اس روایت میں مجہول چیزوں کی زیادتی اور غیر معروف الفاظ پائے جاتے ہیں، اور واقعۂ معراج کی حدیث کو حفاظِ متقنین اور ائمۂ مشہورین، جیسا کہ ابنِ شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، لیکن ان میں سے کسی کی روایت میں بھی ان چیزوں کا ذکر نہیں، جن چیزوں کا شریک کی روایت میں ذکر ہے، اور اهلُ الحدیث حضرات کے نزدیک، شریک بن ابی نمر ''حافظ'' شمار نہیں ہوتے (ملاحظہ ہو: شرح النووی علی مسلم، ج۲، ص ۲۱۰، کتاب الایمان، باب الإسراء بوسول الله صلى الله عليه وسلم)

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

علم کے رنگ میں جہالت اورزبان درازی

(18-ربیع الاول-1442ھ)

آج جہالت اپنے عروج پر ہے،ایک تو ہر دوسرے عالم نے اپنے آپ کو’’مفتی‘‘ کہلوانا شروع کر دیا ہے،خواہ فتویٰ دینے کی اہلیت ہو،یا نہ ہو،اس پر غور نہیں کیا جاتا کہ’’مفتی‘‘خواہ مخواہ کا کوئی لقب نہیں، بلکہ اس کا تعلق’’فعلِ افتاء‘‘ سے ہے،پس جس میں فتویٰ دینے کی استعداد وصلاحیت ہو،وہ مفتی ہے،خواہ اس کو مفتی کہا جائے،یا کچھ اور،اور جس میں یہ استعداد وصلاحیت نہیں،وہ درحقیقت ’’مفتی‘‘نہیں،خواہ اس کو کتنا بڑا مفتی کیوں نہ خیال کیا جائے۔

دوسرے بڑی بڑی پگڑی اور ٹوپی والے اور پیر ومرشد اور حضرت حضرت، کہلوائے جانے والے لوگوں کی بھی یہ حالت ہوگئی ہے کہ ان کی باتیں سن کر تعجب ہوتا ہے کہ یہ کس طرح سے پیرومرشد، حضرت، یہاں تک کہ کسی ادارہ کے مدیر اور شیخ الحدیث وغیرہ بن گئے ہیں۔

چنانچہ ملتان کے علاقہ کے ایک اسی طرح کے حضرت کے متعلق معلوم ہوا کہ انہوں نے ایک کتاب کے متعلق فرمایا کہ اس کو جلا دینا چاہیے،حالانکہ اس کتاب میں جو موقف اختیار کیا گیا تھا،وہ قرآن وسنت اور جمہور اہلُ السنۃ کے مطابق تھا،اور وہ خود جو موقف اختیار کرتے تھے،وہ غیر معتبر، بلکہ جھوٹی اور خود ساختہ روایات کے مطابق تھا۔

میں نے ایک معتبر عالم سے ان کی یہ روایت سنی،تو سخت تعجب ہوا،اور میں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ تعالیٰ صحیح مسلم،اور بہت سی دیگر احادیث کی کتابوں اور قرآن مجید کی ان تفسیروں کو بھی جلا دینا چاہیے،جن میں یہ موقف مذکور ہے،اور اہلُ السنۃ والجماعۃ کی ان تمام کتابوں کو بھی جلا دینا چاہیے،اور اکابر کی ان کتابوں اور فتاویٰ کو بھی جلا دینا چاہیے،جن میں اس موقف کا ذکر ہے؟

www.idaraghufran.org

آج کل اس طرح کے مفتیوں، پیروں اور علماء کی باتیں سن کر سخت تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ جذبات اور غصہ میں آکر کس قسم کے الفاظ وکلمات اپنی زبان سے نکال دیتے ہیں، اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں، اور اس کے دنیاوآخرت کے اعتبار سے نتائج ولوازمات کیا ہیں؟ افسوس کہ آج قوم کو بعض ایسے پیروں اور علماء سے واسطہ پڑ گیا ہے کہ جو مشائخ وعلماء کے روپ میں جہلاء ہیں، جبکہ محض پیری، مریدی، چرب لسانی، زبان درازی، قلم کی روانی اور درس وتدریس، کسی کے حق پر ہونے کی دلیل نہیں۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ فِي الْآخِرَةِ مَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ فِي الْآخِرَةِ مَسَاوِئُكُمْ أَخْلَاقًا، اَلثَّرْثَارُوْنَ، اَلْمُتَفَيْهِقُوْنَ اَلْمُتَشَدِّقُوْنَ (مسند احمد، رقم الحديث ١٧٧٣٢) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور آخرت میں مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق اچھے ہوں، اور مجھے تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور آخرت میں مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق برے ہوں، جو کہ بہت زیادہ بولنے والے، منہ پھٹ اور چرب لسان (اور زبان دراز) ہوں (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ فَقَالَ هُمُ الثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ، أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا (مسند احمد، رقم الحديث ٨٨٢٢) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تم میں شریر ترین لوگ نہ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

بتادوں، پھر فرمایا کہ جولوگ خوب بولنے والے ہوں، اور چرب لسان (زبان دراز) ہوں، اورکیا میں تمہیں تم میں خیر والے لوگ نہ بتادوں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے اخلاق تم سب میں بہتر ہوں (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ (سنن الترمذی،رقم الحدیث ۲۰۱۸،ابواب البر والصلة،باب ماجاء فی معالی الاخلاق) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اورتم میں قیامت کے دن میری مجلس کے زیادہ قریب وہ ہوگا، جوتم میں سب سے اچھے اخلاق والا ہو،اورتم میں میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور قیامت کے دن میری مجلس سے سب سے زیادہ دُور، بہت زیادہ بولنے والے،اور چرب لسان (زبان دراز) اورتکبر کرنے والے ہوں گے (ترمذی)

---

[1] قال الترمذی:وفی الباب عن أبی هريرة وهذا حديث حسن غريب من هذا الوجه وروى بعضهم هذا الحديث، عن المبارك بن فضالة، عن محمد بن المنكدر، عن جابر، عن النبی صلى الله عليه وسلم ولم يذكر فيه عن عبد ربه بن سعيد وهذا أصح والثرثار :هو الكثير الكلام، والمتشدق الذی يتطاول على الناس فی الكلام ويبذو عليهم.

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین

مولانا شعیب احمد

رسولِ خدا کے اندازِ تربیت کا ایک پہلو

اِس کائنات کے سب سے بڑے مربی اور ریفارمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک ایسے معاشرے میں رشدو ہدایت کا دیا جلایا تھا جو اخلاقی وفکری لحاظ سے دیوالیہ ہو چکا تھا۔آپ نے اُن لوگوں کی اصلاح فرمائی تھی جو عرصے سے جہالت کی تاریکی اور ضلالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔آپ نے ایسے افراد کو گمراہی اور پسماندگی سے نکال کر تہذیب وتمدن سے روشناس کرایا تھا جو تہذیب وہدایت سے ناآشنا تھے۔الغرض آپ کی بعثت کے بعد عرب قوم کی حالت میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور محنت کا نتیجہ تھا ۔

اس اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ تربیت حیران کُن بھی ہے اور قابلِ تقلید بھی ۔ ہر وہ مسلمان جس کے کندھوں پر کسی کی اصلاح وتربیت کی ذمہ داری ہو،اس پر لازم ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقِ تربیت سے آگاہی حاصل کرے۔کیونکہ آپ کے طریقِ تربیت اور اندازِ اصلاح کو جانے بغیر اس میدان میں مکمل کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ تربیت اور طریقِ اصلاح کا ایک بہت اہم اور بنیادی پہلو شفقت ، نرمی اور ہمدردی ہے۔رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت اور اصلاح کے باب میں شدت اور سختی کی روش اختیار نہیں فرمائی جو ہمارے ہاں تربیت اور اصلاح کا جزوِلازم سمجھا جاتا ہے۔بلکہ آپ نے ہمیشہ نرمی اور شفقت کو ملحوظ ومقدم رکھا۔جس پر کئی واقعات وروایات گواہ ہیں۔جن میں سے چند ذیل میں تحریر کیے جاتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجدِ نبوی میں بیٹھے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کردیا۔یہ منظر دیکھ کر اصحابِ رسول اس کو جھڑکتے ہوئے اس کی جانب لپکے تاکہ اس کو روکیں ۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے مت روکو جس پر وہ خاموش ہوگئے یہاں تک کہ جب وہ فارغ ہوگیا تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.idaraghufran.org

اس کو سمجھایا کہ مساجد میں نجاست اور گندگی پھیلانا درست نہیں ۔ یہ مساجد تو اللہ کے ذکر، نماز اور تلاوتِ قرآن کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ایک شخص پانی کا ڈول لے کر آیا اور اس جگہ پر پانی بہادیا جہاں اس دیہاتی نے پیشاب کیا تھا۔

(صحیح مسلم ، رقم الحدیث : ۱۰۰ (۲۸۵) کتاب الطھارة ، باب وجوب غسل البول وغیرہ من النجاسات إذا حصلت فی المسجد)

دین کی فہم اور سمجھ حاصل ہونے کے بعد یہ صاحب کہا کرتے تھے کہ:

" فَقَامَ إِلَيَّ بِأَبِي وَأُمِّي، فَلَمْ يُؤَنِّبْ، وَلَمْ يَسُبَّ فَقَالَ:إِنَّ هَذَا الْمَسْجِدَ لَا يُبَالُ فِيهِ، وَإِنَّمَا بُنِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ وَلِلصَّلَاةِ" (سنن ابنِ ماجه ، رقم الحديث : ۵۲۹ ، كتاب الطهارة ، باب الأرض يصيبها البول، كيف تغسل)

''میرے ماں باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ آپ اٹھ کر میرے پاس آئے۔ لیکن نہ تو مجھے ڈانٹا اور نہ ہی برا بھلا کہا۔ بلکہ فقط اتنا فرمایا کہ یہ مساجد پیشاب کرنے کی جگہ نہیں ہیں۔ یہ تو اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے بنائی جاتی ہیں'' (ابنِ ماجہ)

اسی طرح ایک نوجوان کا قصہ مذکور ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کی اجازت طلب کرنے لگا۔ صورتحال کی نزاکت کو سمجھنے کے لیے آپ ذرا تصور کیجیے کہ مسجدِ نبوی جیسے مقدس مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم ہستی تشریف فرما ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جیسے پاکیزہ نفوس آپ کے اردگرد موجود ہیں۔ ایسے پاکیزہ اور عقیدت بھرے ماحول میں ایک شخص آہستگی کے ساتھ اور تنہائی میں نہیں، بلکہ برسرِ عام رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ:

" يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ائْذَنْ لِيْ بِالزِّنَا"

''اے اللہ کے رسول! مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجیے''

لوگ یہ بات سن کر چونک اٹھے اور اسے جھڑکنے اور ڈانٹنے لگے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اپنے قریب بٹھا کر شفقت، نرمی اور حکمت سے سمجھانا شروع کیا۔ چنانچہ پیرِ کامل اور مصلحِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اپنی والدہ کے ساتھ یہ فعل ہونا گوارا کرلو گے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ دوسرے لوگ بھی یہ فعل اپنی ماں کے ساتھ ہونا گوارا نہیں

کرتے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف نسوانی رشتے گنوا کراس سے بار بار یہی سوال پوچھا۔ پہلے بیٹی کا ذکر کیا۔ پھر بہن، پھوپھی اورآخر میں خالہ کا ذکر کر کے یہی سوال دہرایا۔لیکن ہر بار اس کا جواب نفی میں ہی تھا۔آپ ہر بار اسے یہی سمجھاتے کہ لوگ بھی اپنے حرم کی خواتین کے ساتھ یہ فعل ہونا گوارا اور پسند نہیں کرتے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس کے جسم پر رکھا اور اس نوجوان کو دعا دی۔جس کے بعد اس نوجوان کی پاکیزگی اور طہارت کا یہ عالَم ہو گیا کہ وہ کبھی کسی برائی اور بدکاری کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا تھا۔ [1]

اسی نوعیت کا ایک قصہ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا۔وہ راوی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ رہا تھا۔اس دوران جماعت میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے ''یَرحَمُکَ اللّٰہ'' کہہ دیا۔جس پر لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا:''کیا ہوا،تم لوگ مجھے گھورتے کیوں ہو؟'' یہ سن کر وہ اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے لگے تاکہ میں خاموش ہو جاؤں۔ میں نے جب دیکھا کہ لوگ مجھے چپ کرانا چاہتے ہیں تو میں نے خاموشی اختیار کر لی۔نماز مکمل ہو جانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ نماز میں لوگوں سے باتیں کرنا درست نہیں۔ بلکہ نماز میں تو تسبیح،تکبیر اور قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوبصورت اندازِ تربیت کو بیان کرتے ہوئے مذکورہ صحابی فرماتے ہیں کہ:

" فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، فَوَاللّٰهِ، مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي " (صحيح مسلم، رقم الحديث: ٣٣(٥٣٧)، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب تحريم الكلام في الصلاة، ونسخ ما كان من إباحته)

میرے ماں باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد اتنے خوبصورت انداز میں کوئی سمجھانے اور سکھانے والا نہیں دیکھا۔اللہ کی قسم نہ تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھے جھڑکا، نہ ہی مجھے مارا اور نہ ہی مجھے آپ نے بُرا بھلا کہا'' (مسلم)

---

[1] (مسند احمد، رقم الحديث: ٢٢٢١١، الناشر: مؤسسة الرسالة)
قال شعيب الأرنؤوط: اسناده صحيح رجاله ثقات رجال الصحيح.

www.idaraghufran.org

مذکورہ بالا واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ تربیت کا ایک خصوصی وصف نرمی، شفقت اور ہمدردی تھا۔ ان چند واقعات میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے غلطی کرنے والے افراد کو ڈانٹا ہو یا ان پر غیظ وغضب کا اظہار کیا ہو۔ بلکہ سبھی واقعات میں نرمی، شفقت اور حکمت کے ساتھ خطاء کرنے والوں کی تربیت اور اصلاح فرمانا مروی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسوہ ہمیں درس دیتا ہے کہ آپ کے امتی اور پیروکار ہونے کی حیثیت سے تمام مربیین و مصلحین (Reformers) کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقِ تربیت اور اندازِ اصلاح کی پیروی کرنی چاہیے۔ اس باب میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا اسوہ اور طرزِ عمل اپنائے بغیر مکمل اور دیرپا نتائج حاصل کرنا اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ مصلح ومربی خواہ باپ کی شکل میں ہو خواہ استاذ کی صورت میں ہو یا کوئی شیخ اور پیر ہو، کامیابی کے حصول کے لیے کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقِ تربیت سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ ایک کامیاب مصلح ومربی اور داعی ومبلغ بننے کے لیے اپنے اندر نرمی کی خُو اور ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔

www.idaraghufran.org

بسلسلہ : تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ محرم: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ محرم ۹۰۵ھ: میں حضرت شیخ نورالدین محمود بن محمد حمصی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۳۰۳)

□......ماہِ محرم ۹۰۹ھ: میں حضرت شیخ علامہ زین الدین عبداللطیف دنجیہی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۲۵۶)

□......ماہِ محرم ۹۱۰ھ: میں حضرت شمس الدین عبدالقادر بن محمد رجیحی حنبلی صالحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۲۴۲)

□......ماہِ محرم ۹۱۱ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن ابی بکر بن علی بن محمد بن عبداللہ شافعی حلبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۳۱۶)

□......ماہِ محرم ۹۱۲ھ: میں حضرت محبّ الدین محمد بن بن عرب مصری شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۵۷)

□......ماہِ محرم ۹۱۳ھ: میں حضرت شیخ علامہ زین الدین عبدالغفار ضریر شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۲۴۱)

□......ماہِ محرم ۹۱۷ھ: میں حضرت ابوالفضل شمس الدین محمد بن ابراہیم ذہبی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۲۶)

□......ماہِ محرم ۹۱۸ھ: میں حضرت شیخ شرف الدین قاسم بن عینی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۲۹۵)

□......ماہِ محرم ۹۱۹ھ: میں حضرت محمد بن محمد بن احمد بن علی مصری حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۱۷)

□......ماہِ محرم ۹۲۱ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ محی الدین عبدالقادر طرابلسی رحمہ اللہ کی وفات

ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۲۵۳)

□...... ماہِ محرم ۹۲۲ھ: میں حضرت شیخ محبّ الدین محمد حجازی مقری حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۸۷)

□...... ماہِ محرم ۹۲۳ھ: میں حضرت ابراہیم بن محمد بن ابی بکر بن علی بن مسعود بن رضوان مقدسی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع للشوکانی، ج ۱، ص ۲۷)

□...... ماہِ محرم ۹۲۵ھ: میں حضرت شیخ بدر الدین حسن بن ابراہیم بن احمد بن خلیل مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۱۷۸)

□...... ماہِ محرم ۹۳۰ھ: میں حضرت ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن اکرم عنابی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۱۶۳)

□...... ماہِ محرم ۹۳۴ھ: میں حضرت شہاب الدین ابوالعباس احمد بن عبدالعزیز بن محمد دمشقی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۱۱۳)

□...... ماہِ محرم ۹۳۶ھ: میں حضرت شیخ شمس الدین محمد بن حسین بن علی بن ابی بکر بن علی اسدی حلبی حنفی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۳، ص ۵۱)

□...... ماہِ محرم ۹۳۸ھ: میں حضرت ابوالمکارم شرف الدین محمد بن محمد بن عوض انطاکی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۲۵۴)

□...... ماہِ محرم ۹۴۰ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن محمد مرداوی حنبلی صالحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۹۹)

□...... ماہِ محرم ۹۴۱ھ: میں حضرت شیخ علامہ محمد بن محمد بن علی بعلی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۱۱)

□...... ماہِ محرم ۹۴۶ھ: میں حضرت خدیجہ بنتِ نصر اللہ صالحیۃ دمشقیہ حنبلیہ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۱۴۱)

□...... ماہِ محرم ۹۵۰ھ: میں حضرت مولانا شمس الحق جونپوری حقانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج ۴، ص ۳۵۱)

www.idaraghufran.org

علم کے مینار

مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امت کے علماء وفقہاء (قسط2)

علم ایک عظیم الشان نعمت اور بیش قیمتی دولت ہے، جس کو کبھی زوال نہیں آتا، اور شریعت نے علم کو عظیم الشان مقام ومرتبہ عطا کیا ہے، اور علم کے بغیر انسانی زندگی کی اصلاح اور اس کی کامیابی کا تصور ممکن نہیں۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے اپنے برگزیدہ اور منتخب بندوں یعنی انبیائے کرام کو علم کی اس دولت سے وافر مقدار میں نوازا۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (سورة البقرة، رقم الآية 30)

''اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے''۔

مذکورہ آیت میں یہ بات صاف طور پر بتلا دی گئی ہے کہ اس دنیا کے سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے نبی کو باری تعالیٰ نے اشیاؤں کا علم عطا کیا، اور اسی وجہ سے تمام انبیائے کرام اپنی اپنی اقوام میں الٰہی شریعت کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ''علم'' ہی ہے، جو انسانوں کے لیے جنت سے اس دنیا میں نازل کیا گیا۔

علماء انبیائے کرام کے وارثین ہیں

اور پھر اس علم کو صرف ابنیائے کرام کے سینوں تک محدود نہیں رکھا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے ذمہ اس علم یعنی اپنے دین کی دعوت اور نشر واشاعت کا فریضہ بھی سپرد فرمایا، اور یہ لوگ بھی اپنی پوری زندگی علی وجه البصیرة اس فریضہ کو سرانجام دیتے رہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ (سورة المائدة، رقم الآية 67)

''اے رسول! آپ پہنچایئے، جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا آپ کے رب کی طرف سے''۔

اور فرمایا کہ:

إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورة الرعد، رقم الآية 7)

''بے شک آپ (ان کو) ڈرانے والے ہیں، اور ہر قوم کے لیے ایک رہنمائی کرنے والا (یعنی ہدایت کا راستہ دکھانے والا) ہوتا ہے''۔

اور بزبانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہوا کہ:

وإنّما بُعثتُ معلّمًا (مسند البزار، رقم الحديث 2458)

''اور بے شک مجھے معلّم بنا کر بھیجا گیا ہے''۔

اب اللہ تعالیٰ کی کمالِ حکمت دیکھیے کہ اس نے انبیائے کرام کی وفات کے ساتھ دین وشریعت اور علم کو نہیں اٹھایا، بلکہ اس نے اپنے انبیاء کی وفات کے بعد اس عظیم الشان نعمت کا وارث انسانوں کو بنایا، اور بطورِ خاص امت کے علمائے کرام کے ذمہ اس فریضہ کی انجام دہی لازم قرار دے دی۔

چنانچہ انبیائے کرام کے بعد امت کے یہ سرکردہ افراد، انبیائے کرام کی فراہم کردہ تعلیمات کی روشنی میں لوگوں کی تعلیم و تعلّم کا بیڑہ اٹھاتے ہیں، اور اپنی پوری زندگی اس انبیائی مشن کی انجام دہی میں گزار دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (سنن الترمذی، رقم الحديث 2682)

''بیشک علماء انبیاء کرام کے وارث ہوتے ہیں، جو وراثت میں دینار و درہم نہیں چھوڑتے، بلکہ وہ تو وراثت میں علم چھوڑ کر جاتے ہیں، سو جو اسے حاصل کر لیتا ہے وہ اس کا بہت سا حصہ حاصل کر لیتا ہے''۔

مذکورہ حدیث میں اس بات کی وضاحت فرمادی گئی ہے کہ علمائے کرام انبیاء کے وارث ہوتے ہیں، جن کا کام دعوت وتبلیغ، اور علوم کی نشر واشاعت ہے، کیونکہ انبیائے کرام اپنی وراثت میں مال و

www.idaraghufran.org

دولت چھوڑ کرنہیں جاتے، بلکہ علم چھوڑ کر جاتے ہیں،اس لیےانبیاء کی اس وراثت کو جوحاصل کرے گا،اللہ تعالیٰ ایسے انسان کواپنی مخصوص رحمت سے بہرہ ورفرمائے گا،اوراسے اپنی اس انتہائی عظیم نعمت اوربیش بہادولت سے نوازے گا،جس سے وہ حقیقی معنوں میں دنیاوآخرت میں کامیاب ہوگا۔

عالم کا مقام

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوشخصوں کا ذکر کیا گیا،جن میں سے ایک عابد، اور دوسرا عالم تھا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے، جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ ترین آدمی پر ہے۔

پھرآپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ،اوراس کے فرشتے،اورتمام اہلِ زمین وآسمان، یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں،اور یہاں تک کہ مچھلیاں بھی اس شخص کے لیے دعائے خیرکرتے ہیں اوررحمت بھیجتے ہیں جولوگوں کوبھلائی کی باتیں سکھاتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کونقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن، غریب اورصحیح ہے،اور میں نے ابوعمارحسین بن حریث خزاعی کوفضیل بن عیاض کے حوالے سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایسا عالم جولوگوں کوعلم سکھاتا ہے،آسمانوں میں بڑا آدمی پکاراجاتا ہے''۔ [1]

اس حدیث پرغورکریں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عالم کے لیے کس قدرفضیلت بیان کی ہے،اوراس کے مقام ومرتبہ کوکتنا بلند بیان فرمایا ہے،ایک ادنی انسان پررسول اکرم صلی

[1] عن أبی أمامة الباهلی، قال: ذكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم رجلان أحدهما عابد والآخر عالم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فضل العالم على العابد كفضلی على أدناكم ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله وملائكته وأهل السموات والأرضين حتى النملة فی جحرها وحتى الحوت ليصلون على معلم الناس الخير: هذا حديث حسن صحيح غريب سمعت أبا عمار الحسين بن حريث الخزاعی، يقول: سمعت الفضيل بن عياض، يقول: عالم عامل معلم يدعى كبيرا فی ملكوت السموات (سنن الترمذی، رقم الحديث 2685)

اللہ علیہ وسلم کو جو فضیلت حاصل ہے، وہی فضیلت ایک عالم کو ایک عابد پر حاصل ہے۔
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم و عابد کے درمیان فضیلت کے فرق کو بیان کرنے کے لیے اپنے اور کسی عظیم انسان کے مابین کی فضیلت کے فرق کو نہیں بیان کیا، جبکہ آپ سید ولد آدم ہیں، اور عظیم سے عظیم انسان پر بھی آپ کی فضیلت و برتری مسلم ہے، لیکن ایک عام انسان کو بھی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ ادنی انسان پر آپ کی فضیلت کئی گنا متحقق اور ثابت ہے۔
اور ایک حدیث میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

وَفَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ، كَفَضْلِ القَمَرِ عَلَى سَائِرِ الكَوَاكِب (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۶۸۲، ابواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة)

''اور عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے چاند کی دوسرے ستاروں پر''۔

ممکن ہے کہ یہاں کسی کو اس بات پر حیرت ہو کہ عالم کو ایک عبادت گزار پر اس قدر فضیلت کیوں عطا کی گئی، حالانکہ یہ حیرت اور تعجب بالکل بے معنیٰ ہے، کیونکہ بغیر علم عبادت کرنے والا انسان خود بھی گمراہ ہوتا ہے، اور اپنے عمل سے دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔
چنانچہ ایک حدیث شریف میں قربِ قیامت کی علامات بیان فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا (بخاری، رقم الحدیث 100)

''بے شک اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ بندوں (کے سینوں سے) نکال لے، بلکہ علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے، اور ان سے (دینی مسائل) پوچھے جائیں گے، اور وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے، اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''۔

مشرکینِ مکہ عبودیتِ باری تعالیٰ کے معترف اور قائل تھے، لیکن ان کا یہ اعتراف علم سے عاری تھا، جس کی وجہ سے وہ بتوں کو شریک کیا کرتے تھے، اور کافر اور گمراہ ٹھہرے۔

اسی طرح ایک عبادت گزار کسی عبادت کو انجام دے، لیکن اس تعلق سے اس کی سوچ اگر فاسد ہو، تو ایسی صورت میں اس کی عبادت قابل قبول نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِى ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ

(سورة فصلت، رقم الآية 23)

''یعنی تمہاری اسی بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی، تمہیں ہلاک کر دیا، اور بالآخر تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے''۔

علم اور اہلِ علم حضرات کی قدر و منزلت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (سورة المجادلة، رقم الآية 11)

''اللہ تم میں سے ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا، جو ایمان لائے اور جنہیں علم عطاء کیا گیا، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ ان سے پوری طرح واقف ہے''۔

یعنی جس طرح مومنین کو غیر مومنین پر فضیلت حاصل ہے، اسی طرح مومنین میں سے علم والوں کو غیر صاحب علم لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔

چنانچہ ہر زمانے میں لوگوں نے اہل علم حضرات کے مقام و مرتبہ کو سمجھا، اور انہیں بلند و بالا مقام عطا کیا۔

عہد صحابہ کو دیکھیں، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نو عمر ہونے کے باوجود علم کی دولت سے مالا مال تھے، اور حد درجہ عزیز تھے، جلالتِ علمی کی یہ شان تھی کہ بڑے بڑے صحابہ کرام معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی عزت و توقیر کیا کرتے تھے، اور انہیں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے، اور بعض روایات

سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی معاملے میں اختلاف ہوتا، تو ان کی رائے کو لیتے تھے۔ [1]
یہی نہیں، تابعین، تبع تابعین، فقہاء کرام اور علمائے عظام ہر دور میں عزت کی نگاہ سے دیکھے گئے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق بن ہمام، امام نووی، ابوحاتم رازی، علامہ ابن تیمیہ، ابن قیم، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے علاوہ دیگر علمائے اسلام کو جو قدر و منزلت حاصل ہوئی، وہ کسی بھی شخص سے مخفی نہیں ہے، ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کے سامنے حق بات کی وضاحت فرمائی ہے بلکہ امراء و سلاطین کو بھی سیدھی راہ دکھانے کا کام کیا، اور نیک نامی حاصل کی۔

(جاری ہے............)

[1] عن أبي إدريس العيذي أو الخولاني قال: جلست مجلسا فيه عشرون من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، وإذا فيهم شاب حديث السن، حسن الوجه، أدعج العينين، أغر الثنايا، فإذا اختلفوا في شيء، فقال قولا انتهوا إلى قوله، فإذا هو معاذ بن جبل (مسند احمد، رقم الحديث ٢٢٠٠٢، مسند معاذ بن جبل)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء — حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط54) — مولانا محمد ریحان

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات و حالات اور ہدایات و تعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کا نظامِ حکومت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر پیش طلب امور میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ خلفائے راشدین نے بھی اسی منہج کو اپنایا، اور اسی منہج پر اسلام اور خلافت کی روحِ رواں کو جاری رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے باوقار، باصلاحیت، اور ذی رائے شخص و صحابی تک نے اسی منہج پر قائم رہتے ہوئے مسلمانوں کے امورِ روزمرہ کو اسی زینے کے ذریعے پروان چڑھا کر اسلام کے جھنڈے کو عرب کے صحراؤں سے روم اور فارس کے بیابانوں تک لہرادیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض روایات میں اس بات کا ذکر آتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے مشورہ کو بیعت تک کے لیے بہت اہم سمجھتے تھے، اور یہاں تک کہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے مشورہ کے علاوہ کسی شخص سے نہ بیعت لی جائے گی اور نہ اس کی بیعت کی جائے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک لمبی روایت میں ذکر آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ قَائِلًا مِنكُمْ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا، فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُولَ: إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ، أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذَلِكَ، وَلَكِنَّ اللَّهَ وَقَى شَرَّهَا، وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ، مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ (صحيح البخاری ج۸ص۱۶۸ رقم الحديث ۶۸۳۰ كتاب الحدود، باب رجم الحبلى من الزنا إذا أحصنت)

ترجمہ: پھر مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! اگر عمر فوت ہوگئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا۔ تو کسی شخص کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت تو اچانک ہوگئی لیکن وہ چل گئی اور مکمل ہوگئی۔ لیکن اللہ نے اس قدم کے شر سے لوگوں کو بچالیا۔ تم

www.idaraghufran.org

میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح متقی اور پرہیزگار کوئی ایسا شخص نہیں ہے، جس کی طرف لوگ اپنے اونٹ چلا کر آئیں۔ جو کوئی کسی شخص سے مسلمانوں کے مشورے کے علاوہ بیعت کرے، تو نہ تو اس کی بیعت کی جائے گی اور نہ اس شخص کی جس سے وہ بیعت کررہا ہے۔ (بخاری)

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

إِنِّی قَدْ عَرَفْتُ ، أَنَّ أُنَاسًا یَقُولُونَ : إِنَّ خِلافَةَ أَبِی بَکْرٍ فَلْتَةٌ ، وَإِنَّمَا کَانَتْ فَلْتَةً ، وَلَکِنَّ اللَّهَ وَقَی شَرَّهَا ، إِنَّهُ لاَ خِلاَفَةَ إِلاَ عَنْ مَشُورَةٍ .

(مصنف ابن ابی شیبة ج۱۴ ص۵۶۳ رقم الحدیث ۳۸۱۹۷ کتاب المغازی،ما جاء فی خلافة أبی بکر رضی الله عنه ، وسیرته فی الردة)

مجھے یہ بات معلوم ہے کہ کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اچانک فیصلہ میں ہوئی۔ اگرچہ وہ اچانک ہوئی لیکن اللہ نے اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ یقیناً مشورے کے بنا خلافت نہیں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

مذکورہ روایات کے مضمون کا ذکر دیگر روایات میں بھی ملتا ہے۔ [1]

---

[1] أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُوحٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَزْوَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ فَقَالَ: " قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ أُنَاسًا يَقُولُونَ: إِنَّ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ كَانَتْ فَلْتَةً، وَلَكِنْ وَقَى اللهُ شَرَّهَا وَإِنَّهُ لَا خِلَافَةَ إِلَّا عَنْ مَشُورَةٍ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ، لَا يُؤَمَّرُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا "قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لِسَعْدٍ: مَا تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا؟ قَالَ: عُقُوبَتُهُمَا أَنْ لَا يُؤَمَّرَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا وَيَقُولُونَ: وَالرَّجْمُ وَقَدْ رَجَمَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا وَأَنْزَلَ اللهُ فِي كِتَابِهِ، وَلَوْلَا أَنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ: زَادَ فِي كِتَابِ اللهِ لَكَتَبْتُهُ بِخَطِّي حَتَّى الْحِقَهُ بِالْكِتَابِ(السنن الکبریٰ للنسائی ج۶ ص۴۰۸ رقم الحدیث ۷۱۱۳ کتاب الرجم،تثبیت الرجم)

أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُلَيْمَانَ الْمُجَالِدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: حَجَّ عُمَرُ فَأَرَادَ أَنْ يَخْطُبَ النَّاسَ خُطْبَةً فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: أَنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ عِنْدَكَ رَعَاعُ النَّاسِ وَسِفْلَتُهُمْ فَأَخِّرْ ذَلِكَ حَتَّى تَأْتِيَ الْمَدِينَةَ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ دَنَوْتُ قَرِيبًا مِنَ الْمِنْبَرِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنِّي قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ نَاسًا يَقُولُونَ: إِنَّ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ، كَانَتْ فَلْتَةً، وَإِنَّ اللهَ وَقَى شَرَّهَا إِنَّهُ لَا خِلَافَةَ إِلَّا عَنْ مَشُورَةٍ، فَلَا يُؤَمَّرُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا تَغِرَّةَ أَنْ يُقْتَلَا وَأَنَّ نَاسًا يَقُولُونَ: مَا بَالُ الرَّجْمِ وَإِنَّمَا فِي كِتَابِ اللهِ الْجَلْدُ؟ وَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ وَلَوْلَا أَنْ يَقُولُوا: أَثْبَتَ فِي كِتَابِ اللهِ مَا لَيْسَ فِيهِ لَأَثْبَتُّهَا كَمَا أُنْزِلَتْ(السنن الکبریٰ للنسائی ج۶ ص۴۱۰ رقم الحدیث ۷۱۱۶ کتاب الرجم،تثبیت الرجم)

مذکورہ روایت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت شر کا باعث تھی۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں پہل کچھ لوگوں سے ہوئی، جس پر بعد میں سارے لوگ جمع ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر حاکموں اور خلفاء کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ خلیفہ اور حکم کی بیعت سے پہلے مسلمانوں کا مشورہ ضروری ہے، اور مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی کی بیعت کرنا درست نہیں۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض حضرات نے یہ نقل کیا ہے کہ وہ جب بھی شوریٰ کو کسی بھی امر کے سلسلہ میں مشورہ کے لیے طلب کرتے تو ایک منادی بھیجا کرتے جو "الصلاۃ جامعۃ" کے الفاظ سے صدا بلند کرتا۔ جب سب لوگ مسجد میں جمع ہو جاتے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرتے۔ پھر بحث طلب امر پیش کیا جاتا تھا۔ (شبلی نعمانی، الفاروق ص ۱۵۳ مکتبہ محمودیہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو یہ بات بعض روایات میں آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض امور جیسے سورج گرہن، خطبۂ غدیرِ خم وغیرہ کے موقع پر منادی کو بھیجا، جس نے الصلاۃ جامعۃ" کی صدا بلند کی، جس کے بعد لوگ مسجد میں یا جہاں انہیں جمع کرنا مقصود تھا، جمع ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی یا خطبہ وغیرہ دیا۔ (مسند احمد رقم الحدیث

---

[1] (ولكن الله وقى شرها) أى كانت جديرة بوقوع الشرور؛ لأنها كانت أول بيعة فى الإسلام مع مخالفة الأنصار وعلى والزبير (الكوثر الجارى الى رياض أحاديث البخارى ج ١٠ ص ٣٦٥ كتاب الحدود ،باب رجم الحبلى من الزنى اذا أحصنت)

وفى قوله وقى الله شرها إيماء إلى التحذير من الوقوع فى مثل ذلك حيث لا يؤمن من وقوع الشر والاختلاف قوله ولكن الله وقى شرها أى وقاهم ما فى العجلة غالبا من الشر لأن من العادة أن من لم يطلع على الحكمة فى الشىء الذى يفعل بغتة لا يرضاه وقد بين عمر سبب إسراعهم ببيعة أبى بكر لما خشوا أن يبايع الأنصار سعد بن عبادة قال أبو عبيدة عاجلوا ببيعة أبى بكر خيفة انتشار الأمر وأن يتعلق به من لا يستحقه فيقع الشر وقال الداودى معنى قوله كانت فلتة أنها وقعت من غير مشورة مع جميع من كان ينبغى أن يشاور وأنكر هذه الكرابيسى صاحب الشافعى وقال بل المراد أن أبا بكر ومن معه تفلتوا فى ذهابهم إلى الأنصار فبايعوا أبا بكر بحضرتهم وفيهم من لا يعرف ما يجب عليه من بيعته فقال منا أمير ومنكم أمير فالمراد بالفلتة ما وقع من مخالفة الأنصار وما أرادوه من مبايعة سعد بن عبادة وقال ابن حبان معنى قوله كانت فلتة أن ابتدائها كان عن غير ملإ كثير والشىء إذا كان كذلك يقال له الفلتة فيتوقع فيه ما لعله يحدث من الشر بمخالفة من يخالف فى ذلك عادة فكفى الله المسلمين الشر المتوقع فى ذلك عادة لا أن بيعة أبى بكر كان فيها شر (فتح البارى لابن حجر ج ١٢ ص ١٥٠ قوله باب رجم الحبلى فى الزنى)

٦٠٤٢، ٥٦٧٨،٧ ،قال شعيب الأرنؤوط: صحيح. المعجم الكبير طبرانى رقم الحديث٩٧٣)

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی بعض روایات میں اسی طرح کا مضمون آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگوں کو جمع کرنے کے لیے منادی نے الصلاۃ جامعۃ کی صدا بلند کی۔ جس کے بعد لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ [1]

مگر بعض حضرات نے حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے کہ پیش طلب امور کے مشورہ کے سلسلے میں ''الصلاۃ جامعۃ'' کے الفاظ سے منادی صدا بلند کیا کرتا تھا۔ جس پر لوگ مسجد میں اکھٹے ہو جاتے تھے۔ [3]

مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کی سند کا حال ہمیں معلوم نہ ہوسکا۔ البتہ بعض دیگر مواقع

---

[1] حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى – يَعْنِي ابْنَ الْمُسَيَّبِ – عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ خَلِيفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَهْرٍ، فَذَكَرَ قِصَّةً، فَنُودِيَ فِي النَّاسِ: أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ وَهِيَ أَوَّلُ صَلَاةٍ فِي الْمُسْلِمِينَ نُودِيَ بِهَا: أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، شَيْئًا صُنِعَ لَهُ كَانَ يَخْطُبُ عَلَيْهِ، وَهِيَ أَوَّلُ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا فِي الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، وَلَوَدِدْتُ أَنَّ هَذَا كَفَانِيهِ غَيْرِي، وَلَئِنْ أَخَذْتُمُونِي بِسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُطِيقُهَا، إِنْ كَانَ لَمَعْصُومًا مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنْ كَانَ لَيَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ مِنَ السَّمَاءِ(مسند أحمد رقم الحديث ٨٠)

[2] قال شعيب الأرنؤوط: إسناده ضعيف، عيسى بن المسيَّب البجلى قاضى الكوفة مختلف فيه، فقد ضعفه ابن معين وأبو داود والنسائى وأبو زرعة وابن حبان والدارقطنى، وقال الدارقطنى مرة: صالح الحديث، وكذا قال ابن عدى، وقال أبو حاتم: محله الصدق ليس بالقوى، وصحح الحاكم فى " المستدرك "حديثه وقال: لم يُجرح قط! وانظر ترجمته فى "تعجيل المنفعة "رقم (840)، وباقى رجاله ثقات رجال الشيخين .هاشم بن القاسم: هو ابن مسلم البغدادى أبو النضر.(حاشية مسند احمد)

[3] "عَنْ عُمَرَ بْنِ عُمَرَ المخْزُومِيِّ عَن أَبِيهِ قَالَ: نَادَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ! فَلَمَّا (اجْتَمَعَ) (* (*النَّاسُ وَكَثُرُوا صَعِدَ المِنبَرَ فَحمِدَ اللَّه وَأَثْنى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلَّى عَلَى نَبِيِّه، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَرْعَى عَلَى خَالَات لِي مِن بَنِي مَخزُومٍ فَيَقبِضْن لِي القَبْضَةَ مِنَ التَّمْرِ أَو الزَّبِيبِ ((* * *، فَأَظَلُّ يَوْمِي وأَيَّ يَوْمٍ؟ ثُمَّ نَزَلَ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: يَا أَميرَ الْمُؤْمِنِينَ: مَا زِدْتَ عَلَى أَنْ قَمَّأْتَ نَفْسَكَ –يَعْنِي: عِبْتَ– فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا بْنَ عَوْفٍ! إِنِّي خَلَوْتُ فَحَدَّثَتْنِي نَفْسِي قَالَتْ: أَنْتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَمَنْ ذَا أَفْضَلُ مِنْكَ؟ فَأَرَدْتُ أَنْ أُعَرِّفَهَا نَفْسَهَا." الدينورى(الجامع الكبير للسيوطى رقم الحديث ٢،٧١٥٢)

www.idaraghufran.org

پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو ان الفاظ ''الصلاۃ جامعۃ'' کے ذریعے جمع ہونے کے لیے اعلان کیے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ [1]

جس کی بنیاد پر ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی مجلسِ شوریٰ اور دیگر عام لوگوں کو بھی پیش طلب امور میں مشورہ اور رائے دینے کے لیے ''الصلاۃ جامعۃ'' کے الفاظ سے اعلان کروایا کرتے تھے۔ جس پر لوگ مسجد میں اکھٹے ہو جاتے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے مختلف معاملات میں مشورہ کیا کرتے تھے۔

---

[1] عبد الرزاق عن معمر عن بن جدعان عن يوسف بن مهران أنه سمع بن عباس يقول أمر عمر بن الخطاب مناديا فنادى أن الصلاة جامعة ثم صعد المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال يا أيها الناس لا تخدعن عن آية الرجم فإنها قد نزلت فى كتاب الله عز و جل وقرأناها ولكنها ذهبت فى قرآن كثير ذهب مع محمد صلى الله عليه و سلم وآية ذلک أنه صلى الله عليه و سلم قد رجم وأن أبا بكر قد رجم ورجمت بعدهما وإنه سيجىء قوم من هذه الأمة يكذبون بالرجم ويكذبون بطلوع الشمس من مغربها ويكذبون بالشفاعة ويكذبون بالحوض ويكذبون بالدجال ويكذبون بعذاب القبر ويكذبون بقوم يخرجون من النار بعد ما أدخلوها (مصنف عبد الرزاق رقم الحديث ۱۳۳۶۴)

قال أبو داود الطيالسى فى مسنده :ثنا همَّام، عن قتادة، عن عبد الله بن بُرَيدة، عن سليمان بن الرَّبيع العَدَوى قال: لَقِينا عمرَ بن الخطاب، فقلنا له: إنَّ عبد الله بن عمرو حدَّثنا بكذا وكذا، فقال عمرُ: عبد الله بن عمرو أعلمُ بما يقولُ –قالها ثلاثًا–، ثم نودى بـ الصلاة جامعة، فاجتمع إليه الناسُ، فخَطَبَهم عمرُ، فقال: سَمِعتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يقول: لا تَزَالُ طائفةٌ من أُمَّتى على الحقِّ حتى يأتِيَ أمرُ اللهِ .هذا إسناد حسن، لكن قال البخارى فى التاريخ)لا يُعرَف سماع قتادة من ابن بُرَيدة، ولا ابن بُرَيدة من سليمان بن الرَّبيع .قلت: وسليمان بن الرَّبيع هذا ذَكَره أبو حاتم الرازى فى كتابه ، فقال: روى عن عمرَ، وعنه: ابن بُرَيدة، ويقال: سليمان وحُجَير وحرب بنو الرَّبيع إخوة. وقد اختار هذا الحديثَ من هذا الوجه الحافظُ الضياء فى كتابه .طريق أخرى(مسند الفاروق ج۳ص ۶۹رقم الحديث ۹۴۶ كتاب الجامع،أحاديث فى الملاحم)

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

جنگی جہاز اور قلعے کا نمونہ

پیارے بچو! سکول میں ایک کمرہ تھا۔اس کمرہ میں بچے اپنے نمونے تیار کرتے تھے، جوانہوں نے سال کے آخر میں ہونے والے پروگرام میں دکھانا ہوتے تھے۔کمال ، جمال، عثمان اور عبدالکریم چار دوست اسی کمرے میں اپنے اپنے نمونے تیار کررہے تھے۔کمال اور عثمان موٹے کاغذ سے ایک قلعے کا نمونہ تیار کررہے تھے۔جمال اور عبدالکریم بھی ہوائی جہاز کے نمونے تیار کرنے میں لگے ہوئے تھے۔

جمال اپنا نمونہ بناتے ہوئے، اپنے دوست کو کہنے لگا:

''یہ دیکھو! میں جو ہوائی جہاز بنارہا ہوں، یہ جنگی جہاز ہے۔''

عبدالکریم نے جب جمال کو یہ کہتے ہوئے سنا، تو اس کے جہاز کا نمونہ دیکھا، اور اسی طرح کا جہاز تیار کرنا شروع کردیا۔تھوڑی ہی دیر میں عبدالکریم اور جمال دونوں کے جہاز کا نمونہ تیار ہوچکا تھا۔جمال اور عبدالکریم بہت خوش تھے۔وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھے، کمال اور عثمان کی طرف متوجہ ہوکران کی طرف چلے گئے۔کمال اور عثمان اپنا اپنا قلعہ بنانے میں مصروف تھے۔

جمال اور عبدالکریم جب ان دونوں کے پاس پہنچے، تو جمال نے زوردار آواز میں کہا:

''اب ہمارے جنگی جہاز تمہارے قلعہ پرحملہ کرکے انہیں گرادیں گے۔''

جمال اور عبدالکریم دونوں نے ہاتھ میں اپنے اپنے جنگی جہاز کے نمونے پکڑے ہوئے تھے، اور دونوں جنگی جہازوں کو ہاتھ کے ساتھ اڑاتے ہوئے ان کے قلعے کے قریب لے جاتے، اور بالکل قریب جاتے ہی اپنے ہاتھوں سمیت جہاز کو اڑاتے ہوئے واپس لے آتے۔کمال اور عثمان نے جب یہ دیکھا، توان دونوں نے کہا:

''یہاں مت آؤ! تم ہمارے قلعے کے نمونے کو خراب کردوگے۔''

لیکن جمال اور عبدالکریم نے ان دونوں کی ایک نہ سنی، اور اسی طرح کرتے گئے، جیسے وہ پہلے

www.idaraghufran.org

کرر ہے تھے۔ جب کمال اور عثمان نے دیکھا کہ وہ دونوں ان کی بات نہیں سن رہے، تو انہوں نے ان کے ہاتھوں کے ساتھ آنے والے جہازوں کو اپنے ہاتھ سے ٹھوکر ماری، جس سے ان کے جہاز کے بنائے ہوئے نمونے تباہ وبرباد ہوگئے۔ کمال نے غصے میں جواب دیا:

''تو کیوں تم لوگ ان کو لے کر ہمارے قلعے کی طرف متوجہ ہوئے تھے؟''

وہاں بیٹھے استاذ نے جب یہ سب کچھ دیکھا، تو وہ ان کی طرف آئے تا کہ جان سکیں کیا ہوا ہے۔

کمال نے استاذ سے شکایت کی، اسی طرح جمال اور عبدالکریم نے بھی استاذ سے ان دونوں کی شکایت کی۔ عثمان نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ لیے، اور خاموش رہا۔ مگر کچھ دیر بعد وہ بولا: ''تم دونوں اس جھگڑے کو ختم کرو، میرا اپنے کام میں دھیان نہیں لگ رہا، اس شور کی وجہ سے۔''

استاذ نے جب یہ سب کچھ دیکھا تو ان سے کہا: ''چلو ٹھیک ہے، ہم مسئلہ کو حل کرتے تھے۔''

کمال نے کہا ''ہم اب جنگی جہاز نہیں بنانے دیں گے۔'' جمال اور عبدالکریم بھی فوراً بول اٹھے۔ ''یہ کوئی انصاف کی بات نہیں ہے۔ ہمیں جنگی جہاز پسند ہیں اس لیے ہم وہی بنانا پسند کریں گے۔''

عبدالکریم کے ذہن میں ایک تجویز آئی اور اس نے دی۔ ''تب تو آپ دونوں اپنے ٹیبل پر جاؤ، اور ہم یہیں رہے گے، اور اپنا کام سے کام کریں گے۔'' استاذ یہ سب دیکھ کر مسکرائے اور کہنے لگے ''یہ بات ٹھیک ہے۔'' عثمان نے ان دونوں سے کہا ''مجھے امید ہے کہ آپ دونوں اب دوبارہ ہمیں تنگ نہیں کروگے۔'' جمال اور عبدالکریم نے بھی کہا: ''جی ہاں، کوئی بات نہیں۔''

کمال عبدالکریم اور جمال دونوں کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ اور دیکھتے ہوئے اس نے کہا: ''ہم اس کونے کے ٹیبل پر ہوں گے اور تم اس کونے کے ٹیبل پر۔ اس طرح ہم دونوں اپنا اپنا کام اچھے طریقے سے اور سکون سے کرسکیں گے۔'' کمال اور عثمان دونوں اپنا اپنا نمونہ دوبارہ بنانے میں مصروف ہوگئے۔ استاذ ان دونوں کے قریب گئے اور کہا: ''شاباش! تم دونوں نے اپنا مسئلہ خود حل کرلیا۔ یہ تم دونوں کے لیے اچھی بات ہے۔'' دوسری طرف جمال اور عبدالکریم دونوں اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔ وہ دونوں بہت خوش تھے کہ ان کا مسئلہ حل ہوگیا ہے، اور وہ دونوں دوبارہ اپنے جنگی جہاز کا نمونہ بنائیں گے۔

مفتی طلحہ مدثر

عدالتی تفریق میں خواتین کے اختیارات (پانچواں حصہ)

معزز خواتین! اللہ تعالیٰ نے میاں، بیوی کے رشتے کو باہمی، سکون، الفت اور انسیت کا ذریعہ بنایا ہے، ہر ایک کو دوسرے کا ساتھی قرار دیا ہے، اور سچا ساتھی تو وہی ہے، جس کا، فراخی و تنگدستی، صحت و بیماری، خوشی و غمی، خلوت و جلوت، دکھ و پریشانی، امن و خوف میں، ہر طرح کا مالی، جسمانی، اور دلی مکمل ساتھ نصیب ہو، ہم نے آج بیوی کی صرف مالی ضرورت کو پورا کر دینے کو اس کا حق سمجھ لیا ہے، اگر چہ یہ دیگر حقوق میں سے ایک حق ہے، لیکن تمام حقوق صرف مال میں ہی منحصر نہیں ہیں، بہت سے دکھ، درد اور تکلیف کے لمحات ایسے ہوتے ہیں، جہاں آپ کو کسی کے مال کی نہیں، بلکہ اس احساس کی ضرورت ہوتی ہے، کہ کوئی شخص آپ کی حفاظت کے لیے، آپ کے دکھ اور پریشانی کو بانٹنے کے لیے، آپ کے درد کا مُداوا کرنے کے لیے آپ کے پاس موجود ہے، یہی احساس آپ کو تحفظ فراہم کرتا ہے، آپ کو مضبوط بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا، میاں بیوی کے رشتے کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِی خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا

(سورۃ الاعراف، ۱۸۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا، تاکہ وہ اس کے ساتھ تسکین (الفت، انسیت، سکون) حاصل کرے (اعراف)

مذکورہ آیت میں جس سکون کا ذکر ہے، اس کا تعلق صرف مال سے نہیں ہے، بلکہ بظاہر یہاں ایسا ساتھ مراد ہے، جس کی وجہ سے انسیت اور الفت محسوس ہو، اور یہ بات عیاں ہے، کہ ایسا صرف اور صرف مالی ضروریات پوری کر دینے سے ممکن نہیں ہوتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

www.idaraghufran.org

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ (سورۃالطلاق،الآیۃ٦)

ترجمہ: اور ان عورتوں کو وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو اپنی حیثیت کے مطابق (الطلاق)

مذکورہ حکم اگر چہ طلاق یافتہ عورتوں سے متعلق ہے،لیکن اس میں دوسری عورتیں بدرجہ اولیٰ شامل ہیں، کہ حسب حیثیت ان کو اسی مقام پر رہائش مہیا کی جائے، جہاں شوہر کی اپنی خود کی رہائش ہے، جولوگ اس طرح کا طرز اپناتے ہیں، کہ خود سالہا سال دوسرے ممالک میں گزار رہے ہیں، اوران کی بیویاں کسی اور ملک میں ہیں، جہاں صرف آڈیو یا ویڈیو کال تک ہی رابطے منحصر ہیں، یہ شریعت کے مزاج کے ہرگز مطابق نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی، کہ سفر میں بھی ازواجِ مطہرات میں سے کم از کم کوئی ایک زوجہ محترمہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتی تھیں، بلکہ اس کے لیے باقاعدہ قرعہ اندازی کی جاتی تھی، جس زوجہ کے نام قرعہ نکلتا تھا، وہی شریکِ سفر بنتی تھیں، چنانچہ صلح حدیبیہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، آپ کے ساتھ تھیں، جبکہ غزوہ بنی مصطلق میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ہمراہ تھیں، جہاں واقعہ افک پیش آیا تھا، حجۃ الوداع میں تمام ازواج مطہرات آپ کے سفر میں شریک تھیں،ایک اورغزوہ میں حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما دونوں ہمراہ تھیں،اسی طرح دیگر بہت سے اسفار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو ساتھ لے کر گئے۔

شوہر کے گھر بار چھوڑ جانے کی وجہ سے تفریق کا حق

مذکورہ بالا سطور سے معلوم ہوا کہ اسلام میں شوہر کی معیت انتہائی اہم چیز ہے،اور شریعت کی طرف سے اس بات کی تاکید ہے، کہ خواتین کو ان کے شوہروں کا ساتھ میسر ہو، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو اپنی فوج تک کے لیے یہ قانون بنا رکھا تھا، کہ سپاہی کو بھی چار، چھ مہینہ بعد رخصت ضروری جائے۔

جس کے پیشِ نظر اگر کوئی شخص ایسا ہو، کہ جس کے زندہ ہونے کا علم ہو، یہ معلوم ہو کہ وہ بقیدِ حیات

ہے، خواہ اس کی رہائش کی جگہ کا علم ہو یا نہ ہو، لیکن وہ اپنے گھر یعنی جہاں اس نے اپنی بیوی کو رہائش دے رکھی ہے، وہاں سے چلا جائے اور واپس نہ آئے، جس کی وجہ سے بیوی کو ضرر اور تکلیف لاحق ہو، تو کیا اس صورت میں بیوی کو تفریق کے مطالبہ کا اختیار ہے یا نہیں۔

اس صورت میں علمائے کرام کی دونوں قسم کی آراء پائی جاتی ہیں، کچھ علماء کے نزدیک ایسی صورت میں صرف شوہر کے واپس نہ آنے کی وجہ سے بیوی کو تفریق کے مطالبہ کا حق نہیں ہے، جبکہ دیگر بعض علماء کے نزدیک ایسی صورت میں بعض شرائط کے ساتھ بیوی کو تفریق کے مطالبہ کا اختیار حاصل ہے۔

ایسی صورت میں اگر چھ مہینہ (بعض حضرات کے نزدیک ایک سال یا اس سے کچھ زائد) عرصہ تک شوہر بغیر کسی عذر کے واپس نہیں آتا، اور بیوی کو اپنے بارے میں کسی گناہ (بدکاری وغیرہ) میں پڑ جانے کا خوف ہو، تو وہ عدالت میں مقدمہ دائر کر کے تفریق کا مطالبہ کرے گی، اگر شوہر کی رہائش کے مقام کا علم ہو، تو عدالت اس کو حکم نامہ جاری کرے گی، کہ یا تو وہ واپس آئے، یا جہاں خود کی رہائش ہے، وہاں بیوی کو بھی ساتھ لے جائے، یا پھر بیوی کو طلاق دے دے۔

اگر شوہر ان تینوں میں سے، کسی ایک صورت کو بھی اختیار کر لیتا ہے، تو پھر تفریق کی ضرورت نہیں رہے گی۔

لیکن اگر عدالت کے حکم کے باوجود شوہر کوئی ردِعمل ظاہر نہیں کرتا، نہ خود واپس آ رہا ہے، نہ بیوی کو اپنے پاس لے جا رہا ہے، اور نہ ہی طلاق دے رہا ہے، تو ایسی صورت میں عدالت شوہر کی طرف سے از خود طلاق دے دے گی۔

اسی طرح اگر شوہر کی رہائش کا علم نہ ہو، کہ وہ کہاں ہے، اور نہ ہی اس سے رابطہ ممکن ہو، البتہ اس کی حیات کا یقین ہو، تو چونکہ ایسی صورت میں عدالت کے پاس اس کو حکم جاری کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، لہٰذا ایسی صورت میں بھی عورت کے تفریق کے مطالبہ پر عدالت از خود طلاق دے سکتی ہے۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شعبان میں روزے رکھنا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ:يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ: ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلٰى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ (سنن النسائی، رقم الآیة 2357)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! شعبان کے مہینے میں جتنے آپ (نفل) روزے رکھتے ہیں، میں نے آپ کو کسی اور مہینے میں اتنے (نفلی) روزے رکھتے نہیں دیکھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ رجب اور رمضان کے درمیان وہ مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہو جاتے ہیں اور اس مہینہ میں اللہ ربُّ العالمین کی بارگاہ میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال اُٹھائے جائیں تو میں روزے سے ہوں۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ شعبان کے مہینہ میں لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے اور اُٹھائے جاتے ہیں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے،اور تاکہ رمضان کی تیاری بھی ہو جائے۔

پندرہ شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کا متوجہ ہونا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ (سنن الترمذی، رقم الحدیث739)

ترجمہ: اللہ عزّ وجل پندرہ شعبان کی رات میں آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں، پھر بنوکلب (قبیلہ) کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش فرماتے ہیں۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

یہ پندرہ شعبان کی رات ہے، اللہ عزّ وجل پندرہ شعبان کی رات میں اپنے بندوں پر توجہ (یعنی خصوصی رحمت کی نظر) فرماتے ہیں، پس بخشش چاہنے والوں کی بخشش فرماتے ہیں، اور رحم چاہنے والوں پر رحم فرماتے ہیں، اور کینہ (وبغض) رکھنے والوں کو اُن کی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ (شعب الایمان للبیھقی، حدیث3554)

تو معلوم ہوا کہ پندرہ شعبان کی رات عبادت کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہئے، اور کینہ وبغض اور دوسرے بڑے گناہوں کو فی الفور اجتناب اور ان سے ہمیشہ کے لیے توبہ کرنی چاہئے، تا کہ اس رات کی فضیلت حاصل ہو سکے۔

www.idaraghufran.org

کچھ ایسے گناہ کہ جن کی وجہ سے شبِ برائت کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطَّلِعُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى خَلْقِهٖ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهٖ إِلَّا لِاثْنَيْنِ: مُشَاحِنٍ، وَقَاتِلِ نَفْسٍ (مسنداحمد، رقم الحديث6642)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل شعبان کی پندرہویں رات میں اپنی مخلوق کی طرف (خصوصی رحمت کی نظر کے ساتھ) متوجہ ہوتے ہیں، اور اپنے بندوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں، سوائے دو شخصوں کے، ایک تو کینہ پرور، اور دوسرے کسی کو (ناحق) قتل کرنے والا (مسند احمد)

اور حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کی مغفرت کردوں؟ کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو عطا کروں؟ اس وقت اللہ تعالیٰ سے جو مانگتا ہے اس کو ملتا ہے سوائے بدکار عورت اور مشرک کے (یہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے محروم رہتے ہیں) (شعب الایمان بیہقی، حدیث نمبر 3555)

معلوم ہوا کہ کینہ پرور، ناحق قتل کرنے والا اور زانی مرد وعورت محرومی کا شکار رہتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

چاند کی رؤیت پر اسلامی مہینے کا آغاز و اختتام

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل نے اس چاند کو لوگوں کے لئے اوقات پہچاننے کا ذریعہ بنایا ہے، تم چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو (یعنی رمضان شروع کرو) اور چاند کو دیکھ کر ہی افطار کرو (یعنی عیدُ الفطر مناؤ) پھر اگر تم پر اَبر آلود ہوجائے، تو تم (تیس کی) تعداد پوری کرو (مسند اُحمد، حدیث نمبر 16294)

اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

تم رمضان کے لیے شعبان کے دِنوں کو صحیح شمار کر کے رکھو، اور تم رمضان کا مہینہ شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو، پس جب تم چاند دیکھ لو، تو روزہ رکھو، اور جب (اس کے بعد اگلا) چاند دیکھ لو، تو روزے رکھنے چھوڑ و، اور اگر تم پر موسم اَبر آلود ہوجائے (جس کی وجہ سے چاند نہ دیکھا جا سکے) تو تم تیس دن پورے کرلو، پھر اس کے بعد روزے رکھنے چھوڑ دو، کیونکہ مہینہ اس طرح اور اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے (دارقطنی، حدیث نمبر 2176)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی مہینوں کا آغاز و اختتام چاند کے آغاز و اختتام سے ہوتا ہے، اور اس لیے چاند کی تاریخوں کو یاد رکھنے، اور اس کو دیکھنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

''عمل بالحدیث'' کا حکم (قسط2)

علامہ ابنِ تیمیہ کا حوالہ

علامہ ابنِ تیمیہ نے اپنے مختلف مضامین میں اس مسئلے پر بہت تحقیقی وتفصیلی کلام کیا ہے،اور مبحوث فیہ مسئلہ کے دوسرے متعلقہ پہلوؤں کو بھی منقح کیا ہے،ذیل میں علامہ موصوف کی چند عبارات وحوالہ جات کو پیش کیا جاتا ہے۔

علامہ ابنِ تیمیہ،اپنے فتاویٰ میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

اتفق المسلمون على أن كل أحد من الناس :يؤخذ من قوله ويترك إلا رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم وإن كانوا متفاضلين فى الهدى والنور والإصابة(مجموع الفتاوى، ج۲،ص۲۲۷)

ترجمہ:مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ لوگوں میں سے ہر ایک کے قول کو لیا بھی جائے گا،اورترک بھی کیا جائے گا،سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے،اگر چہ لوگ،ہدایت اور نوراوراصابتِ حق میں ایک دوسرے پر فضیلت کیوں نہ رکھتے ہوں (مجموعُ الفتاویٰ)

مطلب یہ ہے کہ انسانوں میں صحابی،ولی اور مجدد،مجتہد،امام،فقیہ،محدث،مفسر،متکلم،صوفی وغیرہ، نہ جانے کتنے قسم کی بزرگ ہستیاں،کیوں نہ ہوں،لیکن ہر ایک کا قول قابلِ قبول اورقابلِ رَد ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے،سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

علامہ ابنِ تیمیہ کا دوسرا حوالہ

علامہ ابنِ تیمیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

فإن أهل الحق والسنة لا يكون متبوعهم إلا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الذى لا ينطق عن الهوى إن هو إلا وحى يوحى فهو الذى يجب تصديقه فى كل ما أخبر؛ وطاعته فى كل ما أمر وليست هذه المنزلة

www.idaraghufran.org

لغيره من الأئمة بل كل أحد من الناس يؤخذ من قوله ويترك إلا رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم .

فمن جعل شخصا من الأشخاص غير رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم من أحبه ووافقه كان من أهل السنة والجماعة ومن خالفه كان من أهل البدعة والفرقة (مجموع الفتاوى، ج۳،ص۳۴۷، مجمل اعتقاد السلف، فصل فی ان العبادة متعلقة بطاعة الله ورسوله)

ترجمہ: اہلِ حق اور اہلِ سنت کی واجبُ الاتباع شخصیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے، جو نہ تو خواہش سے کلام فرماتے، آپ کا کلام صرف وحی ہوتا ہے، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہر خبر کی تصدیق کرنا، اور آپ کے ہر حکم کی اطاعت کرنا، واجب ہے، اور یہ درجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ، کسی بھی امام کو حاصل نہیں، بلکہ لوگوں میں سے ہر ایک کے قول کو لیا بھی جائے گا، اور ترک بھی کیا جائے گا، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پس جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی بھی شخص کو اپنا محبوب بنالیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کی، تو وہ اہلُ السنۃ والجماعۃ میں سے ہوگا، اور جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی، تو وہ اہلِ بدعت اور اہلِ فرقت میں سے ہوگا (مجموع الفتاوئی)

علامہ ابنِ تیمیہ کا تیسرا حوالہ

علامہ ابنِ تیمیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

لا يتبع ما خالف الكتاب والسنة ولا يجعل ذلك شرعة ولا منهاجا؛ بل لا سبيل إلى اللّٰہ ولا شرعة إلا ما جاء به محمد رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم. وأما الأشخاص الذين خالفوا بعض ذلك على الوجوه المتقدمة فيعذرون ولا يذمون ولا يعاقبون .فإن كل أحد من الناس قد يؤخذ من قوله وأفعاله ويترك إلا رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم . وما من الأئمة إلا من له أقوال وأفعال لا يتبع عليها مع أنه لا يذم عليها (مجموع الفتاوى، ج۱۰،ص۳۸۳، علم السلوک، فصل فيما يقع من امور

www.idaraghufran.org

تخالف الشرع من بعض الصوفية والانكار عليها)

ترجمہ: جو قول کتاب وسنت کے خلاف ہو، اس کی اتباع نہیں کی جائے گی، اور اس کو ’’شریعۃ‘‘ اور ’’منہاج‘‘ نہیں قرار دیا جائے گا، اور اللہ کی طرف پہنچنے اور شریعت کو معلوم کرنے کا طریقہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ جہاں تک ان اشخاص کا تعلق ہے، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض امور میں ان وجوہات کی بناء پر مخالفت کی، جو گزر چکیں (یعنی اجتہادی خطاء، مسلوبُ العقل، ساقطُ التمییز ہونے کی وجہ سے) تو ان کو معذور قرار دیا جائے گا، اور ان کی مذمت نہیں کی جائے گی، اور نہ ان کا مؤاخذہ کیا جائے گا، کیونکہ لوگوں میں سے ہر ایک کے قول، اور فعل کو لیا بھی جاتا ہے، اور ترک بھی کیا جاتا ہے، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، اور ائمہ میں سے کوئی امام بھی ایسا نہیں، جس کے کچھ ایسے اقوال اور افعال نہ ہوں، جن کی اتباع نہیں کی جاتی، لیکن اس کے باوجود ان کو قابلِ مذمت قرار نہیں دیا جاتا (مجموع الفتاویٰ)

اس عبارت سے جہاں کتاب وسنت کے خلاف، کسی کے قول کے حجت نہ ہونے کا علم ہوا، اسی کے ساتھ اگر کسی سے اجتہادی خطاء کی وجہ سے کوئی قول صادر ہوا ہو، اس کا معذور اور قابلِ نکیر نہ ہونا بھی معلوم ہوا۔

علامہ ابنِ تیمیہ کا چوتھا حوالہ

علامہ ابنِ تیمیہ اپنے فتاویٰ میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وقد اتفق سلف الأمة وأئمتها على أن كل أحد يؤخذ من قوله ويترك إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم. وهذا من الفروق بين الأنبياء وغيرهم فإن الأنبياء صلوات الله عليهم وسلامه يجب لهم الإيمان بجميع ما يخبرون به عن الله عز وجل وتجب طاعتهم فيما يأمرون به؛ بخلاف الأولياء فإنهم لا تجب طاعتهم في كل ما يأمرون به ولا الإيمان بجميع ما يخبرون به؛ بل يعرض أمرهم وخبرهم على الكتاب

والسنة فما وافق الكتاب والسنة وجب قبوله وما خالف الكتاب والسنة كان مردودا وإن كان صاحبه من أولياء الله وكان مجتهدا معذورا فيما قاله له أجر على اجتهاده .لكنه إذا خالف الكتاب والسنة كان مخطئا وكان من الخطإ المغفور إذا كان صاحبه قد اتقى الله ما استطاع(مجموع الفتاوى، ج ۱۱، ص ۲۰۸)

ترجمہ: اور امت کے سلف اور ان کے ائمہ، سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ ہر ایک کے قول کو لیا بھی جائے گا، اور چھوڑا بھی جائے گا، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، اور یہ چیز ان فروق سے تعلق رکھتی ہے، جو نبیوں اور غیر نبیوں میں ہوتے ہیں، کیونکہ انبیاء صلواتُ اللہ علیہم وسلامہٗ پر اللہ عزوجل کی طرف سے ان کو دی ہوئی تمام خبروں کے ساتھ ایمان لانا، واجب ہے، اور جن چیزوں کا ان نبیوں نے حکم فرمایا، ان کی اطاعت بھی واجب ہے، بخلاف اولیائے کرام کے کہ نہ تو ان کی حکم دی ہوئی ہر بات کی اطاعت واجب ہے، اور نہ ان کی خبر دی ہوئی تمام باتوں پر ایمان لانا واجب ہے، بلکہ ان کے حکم اور ان کی خبر کو کتاب وسنت پر پیش کیا جائے گا، پس جو بات کتاب وسنت کے موافق ہوگی، اس کو قبول کرنا واجب ہوگا، اور جو بات کتاب وسنت کے مخالف ہوگی، وہ بات قابلِ رَد ہوگی، اگر چہ اس بات کو کہنے والا اولیاء اللہ میں سے کیوں نہ ہو، پھر اگر وہ مجتہد ہو، تو وہ اپنے قول میں معذور شمار ہوگا، اور اپنے اجتہاد پر ماجور بھی ہوگا، لیکن جب وہ کتاب وسنت کی مخالفت کرے، تو وہ مخطی ہوگا، اور اس کی خطاء معاف کی ہوئی ہوگی، جبکہ وہ اپنے حسبِ استطاعت اللہ سے ڈرتا ہو (مجموع الفتاویٰ)

علامہ ابنِ تیمیہ کا پانچواں حوالہ

علامہ ابنِ تیمیہ اپنے فتاویٰ میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

الحمد لله، قد ثبت بالكتاب والسنة والإجماع أن الله سبحانه وتعالى فرض على الخلق طاعته وطاعة رسوله صلى الله عليه وسلم ولم يوجب على هذه الأمة طاعة أحد بعينه في كل ما يأمر به وينهى عنه إلا

www.idaraghufran.org

رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى كان صديق الأمة وأفضلها بعد نبيها يقول: أطيعوني ما أطعت الله فإذا عصيت الله فلا طاعة لي عليكم . واتفقوا كلهم على أنه ليس أحد معصوما في كل ما يأمر به وينهى عنه إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم ولهذا قال غير واحد من الأئمة: كل أحد من الناس يؤخذ من قوله ويترك إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم. وهؤلاء الأئمة الأربعة رضي الله عنهم قد نهوا الناس عن تقليدهم في كل ما يقولونه وذلك هو الواجب عليهم.

فقال أبو حنيفة :هذا رأيي وهذا أحسن ما رأيت؛ فمن جاء برأي خير منه قبلناه ولهذا لما اجتمع أفضل أصحابه أبو يوسف بمالك فسأله عن مسألة الصاع؛ وصدقة الخضراوات؛ ومسألة الأجناس؛ فأخبره مالك بما تدل عليه السنة في ذلك فقال :رجعت إلى قولك يا أبا عبد الله ولو رأى صاحبي ما رأيت لرجع إلى قولك كما رجعت.

ومالك كان يقول :إنما أنا بشر أصيب وأخطىء فاعرضوا قولي على الكتاب والسنة أو كلاما هذا معناه .والشافعي كان يقول :إذا صح الحديث فاضربوا بقولي الحائط وإذا رأيت الحجة موضوعة على الطريق فهي قولي .وفي مختصر المزني لما ذكر أنه اختصره من مذهب الشافعي لمن أراد معرفة مذهبه قال :مع إعلامه نهيه عن تقليده وتقليد غيره من العلماء .والإمام أحمد كان يقول :لا تقلدوني ولا تقلدوا مالكا ولا الشافعي ولا الثوري وتعلموا كما تعلمنا .وكان يقول :من قلة علم الرجل أن يقلد دينه الرجال وقال :لا تقلد دينك الرجال فإنهم لن يسلموا من أن يغلطوا .

وقد ثبت في الصحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال :(من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين) ولازم ذلك أن من لم يفقهه الله في الدين لم يرد به خيرا فيكون التفقه في الدين فرضا .والتفقه في الدين: معرفة الأحكام الشرعية بأدلتها السمعية .فمن لم يعرف ذلك لم يكن متفقها في الدين. لكن من الناس من قد يعجز عن معرفة الأدلة

www.idaraghufran.org

التفصيلية في جميع أموره فيسقط عنه ما يعجز عن معرفته لا كل ما يعجز عنه من التفقه ويلزمه ما يقدر عليه .

وأما القادر على الاستدلال؛ فقيل :يحرم عليه التقليد مطلقا وقيل: يجوز مطلقا وقيل :يجوز عند الحاجة؛ كما إذا ضاق الوقت عن الاستدلال وهذا القول أعدل الأقوال .

والاجتهاد ليس هو أمرا واحدا لا يقبل التجزى والانقسام بل قد يكون الرجل مجتهدا فى فن أو باب أو مسألة دون فن وباب ومسألة.

وكل أحد فاجتهاده بحسب وسعه.

فمن نظر فى مسألة تنازع العلماء فيها ورأى مع أحد القولين نصوصا لم يعلم لها معارضا بعد نظر مثله فهو بين أمرين:

إما أن يتبع قول القائل الآخر لمجرد كونه الإمام الذى اشتغل على مذهبه؛ ومثل هذا ليس بحجة شرعية بل مجرد عادة يعارضها عادة غيره واشتغال على مذهب إمام آخر .وإما أن يتبع القول الذى ترجح فى نظره بالنصوص الدالة عليه وحينئذ فتكون موافقته لإمام يقاوم ذلك الإمام وتبقى النصوص سالمة فى حقه عن المعارض بالعمل فهذا هو الذى يصلح.

.وإنما تنزلنا هذا التنزل لأنه قد يقال :إن نظر هذا قاصر وليس اجتهاده قائما فى هذه المسألة؛ لضعف آلة الاجتهاد فى حقه .

أما إذا قدر على الاجتهاد التام الذى يعتقد معه أن القول الآخر ليس معه ما يدفع به النص فهذا يجب عليه اتباع النصوص وإن لم يفعل كان متبعا للظن وما تهوى الأنفس وكان من أكبر العصاة لله ولرسوله.

بخلاف من يقول :قد يكون للقول الآخر حجة راجحة على هذا النص وأنا لا أعلمها فهذا يقال له :قد قال الله تعالى :(فاتقوا الله ما استطعتم) وقال النبى صلى الله عليه وسلم (إذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم) والذى تستطيعه من العلم والفقه فى هذه المسألة قد دلک على أن هذا القول هو الراجح فعليک أن تتبع ذلک ثم إن

تبين لک فيما بعد أن للنص معارضا راجحا كان حكمک في ذلک حكم المجتهد المستقل إذا تغير اجتهاده وانتقال الإنسان من قول إلى قول لأجل ما تبين له من الحق هو محمود فيه بخلاف إصراره على قول لا حجة معه عليه وترک القول الذى وضحت حجته أو الانتقال عن قول إلى قول لمجرد عادة واتباع هوى فهذا مذموم.

وإذا كان الإمام المقلد قد سمع الحديث وتركه -لا سيما إذا كان قد رواه أيضا -فمثل هذا وحده لا يكون عذرا في ترک النص فقد بينا فيما كتبناه في "رفع الملام عن الأئمة الأعلام "نحو عشرين عذرا للأئمة في ترک العمل ببعض الحديث وبينا أنهم يعذرون في الترک لتلک الأعذار وأما نحن فمعذورون في تركها لهذا القول.

فمن ترک الحديث لاعتقاده أنه لم يصح؛ أو أن راويه مجهول ونحو ذلک؛ ويكون غيره قد علم صحته وثقة راويه :فقد زال عذر ذلک في حق هذا ومن ترک الحديث لاعتقاده أن ظاهر القرآن يخالفه؛ أو القياس؛ أو عمل لبعض الأمصار؛ وقد تبين للآخر أن ظاهر القرآن لا يخالفه؛ وأن نص الحديث الصحيح مقدم على الظواهر؛ ومقدم على القياس والعمل :لم يكن عذر ذلک الرجل عذرا في حقه؛ فإن ظهور المدارک الشرعية للأذهان وخفاء ها عنها أمر لا ينضبط طرفاه لا سيما إذا كان التارک للحديث معتقدا أنه قد ترک العمل به المهاجرون والأنصار أهل المدينة النبوية وغيرها الذين يقال :إنهم لا يتركون الحديث إلا لاعتقادهم أنه منسوخ أو معارض براجح وقد بلغ من بعده أن المهاجرين والأنصار لم يتركوه بل عمل به طائفة منهم؛ أو من سمعه منهم؛ ونحو ذلک مما يقدح في هذا المعارض للنص .

وإذا قيل لهذا المستهدى المسترشد :أنت أعلم أم الإمام الفلانى؟ كانت هذه معارضة فاسدة؛ لأن الإمام الفلانى قد خالفه في هذه المسألة من هو نظيره من الأئمة ولست أعلم من هذا ولا هذا ولكن نسبة هؤلاء إلى الأئمة كنسبة أبي بكر وعمر وعثمان وعلي وابن

مسعود وأبي ومعاذ ونحوهم إلى الأئمة وغيرهم فكما أن هؤلاء الصحابة بعضهم لبعض أكفاء في موارد النزاع؛ وإذا تنازعوا في شيء ردوا ما تنازعوا فيه إلى الله والرسول وإن كان بعضهم قد يكون أعلم في مواضع أخر :فكذلك موارد النزاع بين الأئمة وقد ترك الناس قول عمر وابن مسعود في مسألة تيمم الجنب وأخذوا بقول من هو دونهما كأبي موسى الأشعري وغيره لما احتج بالكتاب والسنة وتركوا قول عمر في دية الأصابع وأخذوا بقول معاوية لما كان معه من السنة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :هذه وهذه سواء ." وقد كان بعض الناس يناظر ابن عباس في المتعة فقال له :قال أبو بكر وعمر فقال ابن عباس :يوشك أن تنزل عليكم حجارة من السماء أقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقولون قال أبو بكر وعمر؟ . وكذلك ابن عمر لما سألوه عنها فأمر بها فعارضوا بقول عمر فتبين لهم أن عمر لم يرد ما يقولونه فألحوا عليه فقال لهم :أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم أحق أن يتبع أم أمر عمر؟ مع علم الناس أن أبا بكر وعمر أعلم ممن هو فوق ابن عمر وابن عباس .ولو فتح هذا الباب لوجب أن يعرض عن أمر الله ورسوله ويبقى كل إمام في أتباعه بمنزلة النبي صلى الله عليه وسلم في أمته وهذا تبديل للدين يشبه ما عاب الله به النصارى في قوله :(اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله والمسيح ابن مريم وما أمروا إلا ليعبدوا إلها واحدا لا إله إلا هو سبحانه عما يشركون) والله سبحانه وتعالى أعلم والحمد لله وحده (مجموع الفتاویٰ، ج۲۰ص ۲۱۱ الیٰ ۲۱۶، اصول الفقه "التمذهب" سئل عمن قال : ينبغي لكل مومن ان يتبع مذهبامن المذاهب)

ترجمہ: کتاب وسنت اوراجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مخلوق پراپنی اطاعت اوراپنے رسول کی اطاعت کوفرض کیا ہے،اوراس امت پر کسی بھی دوسرے فرد کی متعین اطاعت کو واجب نہیں کیا کہ اس کی ہر کہی ہوئی بات کو مانا

جائے، اور ہر منع کی ہوئی بات سے رکا جائے، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، یہاں تک کہ اس امت کے صدیق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل شخص (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم میری اطاعت کرو، جب تک میں اللہ کی اطاعت کروں، اور جب میں اللہ کی نافرمانی کروں، تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ اور امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کوئی شخص ہر کہی ہوئی بات اور ہر منع کی ہوئی چیز میں معصوم نہیں ہوسکتا، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، اسی وجہ سے کئی ائمہ نے یہ بات فرمائی کہ لوگوں میں سے ہر شخص کی بات کو لیا بھی جائے گا، اور چھوڑا بھی جائے گا، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

اور یہ ائمہ اربعہ ہیں، جنہوں نے اپنی ہر کہی ہوئی بات کی تقلید سے منع فرمادیا ہے، اور ان کے ذمہ یہ کہنا واجب بھی تھا۔

چنانچہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ یہ میری رائے ہے، اور میں نے اس رائے کو بہتر سمجھا ہے، پس جو میری رائے سے بہتر رائے لے آئے، تو ہم اس کو قبول کریں گے، اور اسی وجہ سے جب امام ابوحنیفہ کے بہترین شاگرد امام ابویوسف، امام مالک کے ساتھ جمع ہوئے، اور انہوں نے امام مالک سے صاع کے مسئلہ اور سبزیوں اور اجناس میں عشر کا سوال کیا، تو امام مالک رحمہ اللہ نے امام ابویوسف کو اس سلسلہ میں حدیث سے آ گاہ کیا، جس پر امام ابویوسف نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ! میں نے آپ کے قول کی طرف رجوع کرلیا ہے، اور اگر میرے ساتھی (امام ابوحنیفہ بھی) وہ حدیث دیکھ لیتے، جو میں نے دیکھی، تو وہ بھی آپ کے قول کی طرف اسی طرح رجوع کر لیتے، جس طرح میں نے رجوع کیا (اور وہ سبزیوں وغیرہ میں عشر کو واجب قرار نہ دیتے)

اور امام مالک رحمہ اللہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں بشر ہوں، میں صواب اور خطاء دونوں کا ارتکاب کرتا ہوں، تو تم میرے قول کو کتاب وسنت پر پیش کرو، یا امام مالک نے اسی طرح کی کوئی دوسری بات فرمائی۔

www.idaraghufran.org

اورامام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ جب حدیث صحیح ہو، تو تم اس کے مقابلہ میں میرے قول کو دیوار پر دے مارو، اور جب دلیل کو تم راستہ میں پڑ ہوا دیکھو، تو وہی میرا قول ہے،

اور مختصرُ المزنی میں ہے کہ جب یہ بات ذکر کی گئی کہ انہوں نے امام شافعی کے مذہب کو اس کے لیے مختصر کردیا ہے، جو آپ کے مذہب کی معرفت حاصل کرنا چاہے، تو انہوں نے علی الاعلان اس سے اور اپنی تقلید سے، اور دوسرے علماء کی تقلید سے منع فرمادیا(کیونکہ مختصر کرنے کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول کا کلام اور دلیل حذف ہوجاتی، اور صرف امام شافعی کا قول برقرار رہ جاتا)

اور امام احمد یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم نہ تو میری تقلید کرو، اور نہ امام مالک کی تقلید کرو، اور نہ امام شافعی کی تقلید کرو، اور نہ امام ثوری کی تقلید کرو، اور تم اسی طرح سے علم حاصل کرو، جس طرح سے ہم نے علم حاصل کیا ہے۔

نیز امام احمد یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ یہ آدمی کے علم کی قلت کی دلیل ہے کہ وہ اپنے دین میں لوگوں کی تقلید کرے، اور امام احمد نے یہ بھی فرمایا کہ تم اپنے دین میں لوگوں کی تقلید نہ کرو، کیونکہ وہ غلطی کرنے سے محفوظ نہیں ہیں۔

اور صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ''جس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ فرماتا ہے، اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے''۔

جس کا مطلب یہ ہوا کہ جس کو اللہ، دین کی سمجھ عطا نہ فرمائے، اس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ نہیں فرماتا، لہٰذا دین میں تفقہ حاصل کرنا فرض ہوگا۔

اور دین میں تفقہ نام ہے، احکامِ شرعیہ کو دلائلِ سمعیہ سے پہچاننے کا، پس جو شخص اس کو نہیں پہچانے گا، تو وہ دین میں فقیہ شمار نہیں ہوگا۔

لیکن بعض لوگ تمام مسائل میں تفصیلی دلائل کی معرفت سے عاجز ہوتے ہیں، لہٰذا ان سے تفصیلی دلائل کی معرفت کا وہ درجہ ساقط ہوجاتا ہے، جس سے وہ عاجز ہوں، لیکن جس درجہ کے تفقہ سے وہ عاجز نہ ہوں، وہ درجہ ان سے ساقط نہیں ہوتا، اور ان کو اس

www.idaraghufran.org

درجہ کی بشرطِ قدرت معرفت لازم ہوتی ہے۔

اور جو شخص استدلال پر قادر ہو، اس کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس پر مطلقاً تقلید حرام ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ مطلقاً تقلید جائز ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ ضرورت کے وقت تقلید جائز ہے، جیسا کہ جب استدلال کا وقت تنگ ہو، اور یہی قول دوسرے اقوال میں ''أعدل'' ہے۔

اور یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ اجتہاد ''امرِ واحد'' نہیں ہے، جو تجزی اور انقسام کو قبول نہ کرتا ہو، بلکہ بعض اوقات ایک آدمی ایک فن، یا ایک باب، یا ایک مسئلہ میں مجتہد ہوتا ہے، مگر دوسرے فن اور دوسرے باب اور دوسرے مسئلہ میں مجتہد نہیں ہوتا (یعنی اجتہاد، تجزّی کو قبول کرتا ہے)

اور ہر ایک کا اجتہاد اس کی حسبِ وسعت ہوا کرتا ہے (سب کا اجتہاد یکساں نہیں ہوتا) پس جس شخص نے کسی مسئلہ کو دیکھا کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے، اور اس نے غور وفکر کے بعد دو قولوں میں سے ایک قول کے ساتھ ایسی نصوص کو دیکھا، جس کا اس جیسا معارض معلوم نہ ہوسکا، تو یہ دو امور کے درمیان ہے۔

ایک امر تو یہ ہے کہ وہ دوسرے قول کی اتباع محض اس وجہ سے کرے کہ وہ اس امام کے مذہب میں مشغول ہے، تو یہ شرعی حجت اور دلیل نہیں، بلکہ یہ محض ایسی عادت ہے، جس کے مقابلہ میں دوسرے ایسے شخص کی عادت بھی موجود ہوتی ہے، جو دوسرے امام کے مذہب میں مشغول ہوتا ہے (مثلاً ایک شخص، امام ابوحنیفہ کی، دوسرا شخص امام شافعی کی، وغیرہ وغیرہ)

اور دوسرا امر یہ ہے کہ وہ اس قول کی اتباع کرے کہ جو اس کی نظر میں ایسی نصوص کی وجہ سے راجح ہو، جو اس پر دلالت کرنے والی ہیں، اور ایسی صورت میں اس کی موافقت ایسے امام کے ساتھ ہو جائے، جس کا قول ان نصوص کے موافق ہے، اور نصوص بھی اس کے حق میں عمل کے معارضہ سے محفوظ رہ جائیں، تو یہ صورت صلاح وخیر والی ہے۔

اور ہم نے اس تنزلی کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی نظر

قاصر ہے، اور اس کا اجتہاد اس مسئلہ میں قائم نہیں ہے، کیونکہ اس کے حق میں اجتہاد کا ذریعہ کمزور ہے۔ [1]

لیکن جب وہ مکمل اجتہاد پر قادر ہو (خواہ اسی باب، یا خاص اسی مسئلہ میں کیوں نہ ہو، جیسا کہ پہلے گزرا) جس کی وجہ سے اس کا یہ اعتقاد ہوجائے کہ دوسرے (یعنی اپنے مخصوص مذہب کے امام کے) قول کے ساتھ کوئی ایسی معقول دلیل نہیں، جو نص کا دفاع کرسکے، تو اس پر نصوص کی اتباع واجب ہوجائے گی، اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا، تو وہ محض گمان اور نفسانی خواہش کی اتباع کرنے والا ہوگا، اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے بڑے نافرمانوں میں شامل ہوگا۔

بخلاف اس شخص کے، جو یہ کہے کہ بعض اوقات دوسرے قول کی کوئی ایسی دلیل ہوتی ہے، جو اس نص پر راجح ہوتی ہے، اور مجھے اس کا علم نہیں، پس اس کو وہی بات کہی جائے گی، جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی کہ''**فاتقوا اللّٰه ما استطعتم**''اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ''**إذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم**''اور آپ کو اس مسئلہ میں جتنے علم وفقہ کی استطاعت ہے، جو آپ کو اس بات پر دلالت کرے کہ یہ قول ہی راجح ہے، تو آپ پر اس کی اتباع واجب ہے، پھر اس کے باوجود آپ کے سامنے یہ بات ظاہر ہوجائے کہ اس نص کا کوئی راجح معارض ہے، تو پھر آپ کا حکم اس میں مجتہدِ مستقل کا حکم ہوجائے گا، جس کا اجتہاد متغیر ہوجائے، اور انسان کو ایک قول سے دوسرے قول کی طرف اس وجہ سے منتقل ہونا کہ اس کے لیے حق ظاہر ہوگیا، تو یہ محمود ہے (مذموم نہیں)

برخلاف اس کے کہ ایسے قول پر اصرار اور جمود اختیار کیا جائے، جس کے ساتھ کوئی دلیل نہیں، اور اس قول کو ترک کردیا جائے، جس کی دلیل واضح ہوگئی، یا ایک قول سے دوسرے قول کی طرف محض عادت اور اتباعِ ہویٰ کی وجہ سے منتقل ہوا جائے، تو یہ مذموم ہے۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا اس مسئلہ میں اجتہاد کمزور ہو، اس کے لیے امام کے قول پر عمل کرلینا حجت نہیں کہ اس پر ایسا کرنا لازم ہو، اگرچہ جائز کیوں نہ ہو، اسی وجہ سے اگر وہ اپنے مذہب کے علاوہ کسی دوسرے امام کے قول پر بھی عمل کرلے، جس کا قول نص کے زیادہ موافق محسوس ہو، یہ زیادہ بہتر اور سلامتی والی صورت ہے، جس کو ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

اور جب کسی امام مقلَّد نے کسی حدیث کو سنا، اور اس کو ترک کردیا، بطورِ خاص جب کہ اس کو روایت بھی کیا ہو، تو محض اس کے مثل نص کو ترک کرنے کے لیے عذر نہیں ہوتا، جیسا کہ ہم ''رفع الملام عن الأئمة الأعلام'' میں لکھ کر واضح کر چکے ہیں کہ تقریباً بیس اعذار ایسے ہیں، جو ائمہ کے لیے بعض حدیثوں پر عمل کے ترک کا باعث بنے ہیں، اور ہم یہ بھی بیان کر چکے کہ وہ ائمہ ان اعذار کی وجہ سے حدیث کے ترک کرنے میں معذور ہیں، اور ہم ان اعذار کے متروک ہونے کی وجہ سے اس امام کے قول کو ترک کرنے میں معذور ہیں۔

پس جس نے حدیث کو اس اعتقاد کی وجہ سے ترک کردیا کہ وہ صحیح نہیں، یا اس کا راوی مجہول ہے، اور اس کے مثل کسی اور معقول عذر کی وجہ سے، ترک کردیا (تو وہ معذور ہے، جیسا کہ ائمہ و مجتہدین کے متعلق اسی طرح کے عذر کا گمان کرنا چاہئے) مگر دوسرے شخص نے جب اس حدیث کی صحت کو جان لیا، اور اس کے راوی کے ثقہ ہونے کو بھی جان لیا، تو اس کے حق میں یہ عذر زائل ہوگیا۔

اور جس نے حدیث کو اس اعتقاد کی وجہ سے ترک کردیا کہ ظاہرِ قرآن اس کا مخالف ہے، یا قیاس اس کا مخالف ہے، یا بعض شہروں کا عمل اس کے مخالف ہے (تو وہ معذور ہے) مگر دوسرے کے سامنے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ظاہرِ قرآن اس کا مخالف نہیں، اور صحیح حدیث کا نص ان ظواہر پر مقدم ہے، اور قیاس اور بعض لوگوں کے عمل پر بھی مقدم ہے، تو اس آدمی کا عذر اس کے حق میں عذر شمار نہیں ہوگا، کیونکہ ذہنوں کے لیے مدارکِ شرعیہ کا ظہور اور ان کا خفاء، ایسی چیز ہے کہ جس کی دونوں اطراف منضبط نہیں ہوتیں، خاص طور پر جب کہ حدیث کو ترک کرنے والا، اس بات کا اعتقاد رکھتا ہو کہ اھلِ مدینۃُ المنورۃ وغیرہ کے مہاجرین اور انصار نے اس پر عمل کو ترک کردیا، جن کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ وہ حدیث کو صرف اسی اعتقاد کی وجہ سے ترک کرتے ہیں کہ وہ حدیث منسوخ ہو، یا راجح کے مقابلہ میں ہو (جیسا کہ امام مالک کا نظریہ ہے) لیکن

www.idaraghufran.org

اس کے بعد کسی شخص کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ مہاجرین اور انصار نے اس حدیث کو ترک نہیں کیا، بلکہ ان میں سے ایک جماعت نے اس پر عمل کیا، یا جس نے اس کو سنا، اس نے عمل کیا، اور اس کے مثل کوئی اور بات ایسی پائی جائے، جو اس نص کے معارض میں کمزوری پیدا کرے (تو وہ بھی معذر شمار نہیں ہوگا)

اور اگر اس مذکورہ ہدایت حاصل کرنے والے شخص پر یہ اعتراض کیا جائے کہ تُو زیادہ علم رکھتا ہے، یا فلاں امام زیادہ علم رکھتا ہے؟ (کہ جس کی وجہ سے تجھے اس امام کی مخالفت جائز ہو) تو یہ فاسد معارضہ ہے، کیونکہ اس کو جواب میں یہ بات کہی جائی گی کہ اس مسئلہ میں اس امام کی اس کے مثل امام نے بھی تو مخالفت کی ہے، اور تُو نہ اِس مخالفت کرنے والے امام سے زیادہ علم رکھنے والا ہے، اور نہ اُس امام سے زیادہ علم رکھنے والا ہے، اور ان لوگوں کی ائمہ کی طرف نسبت ایسی ہی ہے، جیسا کہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور ابنِ مسعود اور ابو معاذ اور ان کے مثل کی ائمہ وغیرہ کی طرف نسبت ہے، پس جس طرح یہ صحابہ اختلافی مسائل میں ایک دوسرے کی ٹکر کے تھے، اور جب ان کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہوا، تو انہوں نے اس اختلاف کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دیا، اگرچہ ان کے بعض حضرات، دوسرے مسائل میں زیادہ علم رکھنے والے حضرات بھی موجود تھے، پس اسی طریقہ سے ائمہ کے درمیان اختلافی مسائل کا بھی معاملہ ہوگا، اور جیسا کہ لوگوں نے جنبی کے تیمّم کرنے کے مسئلہ میں حضرت عمر اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کے قول کو چھوڑ دیا، اور انہوں نے ان سے کم درجہ کے لوگوں کے قول کو لیا، جیسا کہ ابوموسیٰ اشعری وغیرہ کے قول کو لیا، جب انہوں نے کتاب وسنت سے دلیل پیش کی، اور اسی طرح انہوں نے انگلیوں کی دیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو ترک کردیا، اور حضرت معاویہ کے قول کو لے لیا، کیونکہ ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث تھی کہ ''یہ اور یہ برابر ہیں''۔

اور بعض لوگ ابنِ عباس سے حجِ تمتّع کے بارے میں مناظرہ کرتے تھے، اس پر ابنِ

www.idaraghufran.org

عباس سے کسی نے کہا کہ ابوبکر وعمر کا یہ قول ہے، تو ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تم پرآسمان سے پتھر نازل کردیے جائیں، میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا، اور تم کہتے ہو کہ ابوبکر وعمر نے یہ فرمایا (مطلب یہ ہے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہی قابلِ اتباع ہے، اور اس کی خلاف ورزی، اللہ کے غیض وغضب کا باعث ہے)

اور اسی طریقہ سے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے جب لوگوں نے سوال کیا، اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا، تو لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو اس کے مقابلہ میں پیش کیا، اور لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ عمر رضی اللہ عنہ کی مراد وہ نہیں تھی، جو یہ لوگ کہتے ہیں، جس پر انہوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا تعاقب کیا، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم زیادہ قابلِ اتباع ہے، یا عمر رضی اللہ عنہ کا حکم؟

اور لوگوں کو یہ بھی معلوم تھا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ان حضرات سے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں، جو ابنِ عمر وابنِ عباس سے بڑے ہیں۔

اور اگر اس راستہ کو کھولا جائے گا، تو یہ بات چل پڑے گی کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے اعراض کیا جائے، اور ہر امام اپنی اتباع میں اس درجہ کا ہو کر رہ جائے، جو درجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امت میں ہے، اور یہ دین کی تبدیلی ہوگی، اور اس کی مشابہت ہوگی، جس میں اللہ نے نصاریٰ پر اپنے اس قول میں عیب لگایا ہے کہ ''**اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله والمسيح ابن مريم وما أمروا إلا ليعبدوا إلٰهاً واحدا لا إلٰه إلا هو سبحانه وتعالىٰ عما يشركون**'' **والله سبحانهٗ وتعالى أعلم والحمد لله وحدهٗ** (مجموع الفتاویٰ)

علامہ ابنِ تیمیہ کے مذکورہ محققانہ کلام میں موجودہ دور کے کم علم علماء کے کئی شبہات واعتراضات کے جوابات کا سامان موجود ہے، بشرطیکہ وہ نیک نیتی کے ساتھ ملاحظہ کریں، اور ضد وعناد اور تعصب و جمود کو ترک کریں۔

علامہ ابنِ تیمیہ کا چھٹا حوالہ

علامہ ابنِ تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں ایک مقام پر فرمایا کہ:

’’اس امت کے ائمۂ مقبول میں کوئی امام بھی ایسا نہیں ہوا کہ جو قبولیتِ عامہ حاصل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کی جان بوجھ کر مخالفت کا ارتکاب کرے، خواہ وہ سنت دقیق ہو، یا جلی ہو، وہ سب یقینی طور پر اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واجب ہے، اور لوگوں میں سے ہر ایک کے قول کو لیا بھی جائے گا، اور چھوڑا بھی جائے گا، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، اور جب ان ائمہ میں کسی کا قول ایسا پایا جائے، جس کے مقابلے میں صحیح حدیث ہو، تو اس حدیث کے ترک کرنے کا اس امام کی طرف سے کوئی عذر ضرور موجود ہوتا ہے۔

اور تمام اعذار تین قسموں کے ہیں:

ایک تو اس اعتقاد کا نہ ہونا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بات فرمائی ہے۔

دوسرے اس اعتقاد کا نہ ہونا کہ اس قول سے اس مسئلے کو مراد لیا ہو۔

تیسرے اس کے منسوخ ہونے کا اعتقاد ہونا۔

اور یہ قسمیں متعدد اسباب کی طرف متفرع ہوتی ہیں۔

جس کے بعد علامہ ابنِ تیمیہ نے متعدد اسباب کی تفصیل بیان فرمائی ہے‘‘۔انتھیٰ۔ [1]

(جاری ہے............)

---

[1] ولیعلم أنه لیس أحد من الأئمة المقبولین عند الأمة قبولا عاما یتعمد مخالفة رسول الله صلى الله علیه وسلم فی شیء من سنته؛ دقیق ولا جلیل؛ فإنهم متفقون اتفاقا یقینیا علی وجوب اتباع الرسول وعلی أن کل أحد من الناس یؤخذ من قوله ویترک إلا رسول الله صلی الله علیه وسلم ولکن إذا وجد لواحد منهم قول قد جاء حدیث صحیح بخلافه فلا بد له من عذر فی ترکه .

وجمیع الأعذار ثلاثة أصناف :

أحدها :عدم اعتقاده أن النبی صلی الله علیه وسلم قاله .

والثانی :عدم اعتقاده إرادة تلک المسألة بذلک القول .

والثالث :اعتقاده أن ذلک الحکم منسوخ.

وهذه الأصناف الثلاثة تتفرع إلی أسباب متعددة .(مجموع الفتاوی،ج ۲۰،ص ۲۳۲)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

’’سنت‘‘ میں اعتدال، اور ’’بدعت‘‘ میں اجتہاد

آج کل عجیب صورتِ حال بن گئی ہے کہ سنت والے اعمال کی رغبت کم اور نوایجاد ومخترع چیزوں کی طرف زیادہ ہوگئی ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کو ہی فرض فرمایا ہے۔

چنانچہ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (سورة آل عمران ، رقم الآية ٣٢)

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ اطاعت کروتم، اللہ کی اور رسول کی (سورہ آلِ عمران)

اس کے علاوہ دوسری کئی آیات میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اور قرآن مجید میں یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ رسول کی اطاعت کرنا، اللہ کی اطاعت کرنے میں داخل ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (سورة النسآء ، رقم الآية ٨٠)

ترجمہ: اور جس نے اطاعت کی رسول کی، تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی (سورہ نساء)

اور رسول کی اطاعت میں، رسول کے ہر حکم کی تعمیل کرنا، اور اس کے منع کی ہوئی چیز سے رُکنا بھی داخل ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ حشر میں یہ صراحت ہے کہ:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوْا اللّٰهَ . اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورة الحشر، رقم الآية ٧)

ترجمہ:اور وہ چیز جو دے تمہیں رسول،تو لے لوتم اُس کو،اور وہ چیز جس سے روکے وہ تم کو،تو ترک جاؤتم،اورڈروتم اللہ سے،بے شک اللہ شدیدسزا(دینے)والا ہے(سورہ حشر)

اوراحادیث میں بھی اس کا ذکر ہے کہ رسول کی ہر بات قابلِ قبول ہوا کرتی ہے،کوئی بات بھی قابلِ رَد نہیں ہوتی۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُدَعُ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ١١٩٤١)

ترجمہ:کوئی بھی شخص نہیں،مگر اس کی بات کو قبول بھی کیا جائے گا،اور چھوڑا بھی جائے گا،سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے(طبرانی)

لیکن حیرت ہے کہ پڑھے لکھے اور دین دار لوگوں کو بھی احادیث وسنت کی وہ اہمیت نہیں، جو ہونی چاہیے،اس کے بجائے، بزرگوں کے اقوال وارشادات اور ملفوظات کی بھرمار ہے،اوراس میں بھی ہرایک فرقے اور طبقہ نے اپنے اپنے بزرگوں کی تقسیم وتخصیص کرر کھی ہے،اور پھر بزرگوں کی طرف منسوب باتوں پرخوب جوش وخروش کا اظہار،اورسبحان اللہ وغیرہ کی نعرہ بازی بھی ہوتی ہے۔

اوران کی نسبت سے نئے نئے کاموں کوایجاد کیا جاتا ہے،جن کواحادیث میں سخت ناپسند کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لِكُلِّ عَمَلٍ شِرَّةٌ، وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةٌ، فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى سُنَّتِي، فَقَدْ أَفْلَحَ، وَمَنْ كَانَتْ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَقَدْ هَلَكَ (مسند احمد، رقم الحديث ٦٩٥٨)[1]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر عمل کے لئے رغبت اور جوش ہوتا ہے،پھر وہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے،پس جس کا ٹھنڈا پڑنا،سنت کی طرف ہوگا،تو وہ کامیاب ہوگا،اور جس کا ٹھنڈا پڑنا(سنت کے علاوہ)کسی اور چیز کی طرف ہوگا،تو وہ ہلاک ہوگا(مسند احمد)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

معلوم ہوا کہ ہر عمل کے شروع میں جوش وخروش ہوتا ہے، جس میں علم، عمل اور عبادت سب ہی داخل ہیں، بعض روایات میں دوسری چیزوں کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ يَنْصَبُونَ فِي الْعِبَادَةِ مِنْ أَصْحَابِهِ نَصَبًا شَدِيدًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " تِلْكَ ضَرَاوَةُ الْإِسْلَامِ وَشِرَّتُهُ، وَلِكُلِّ ضَرَاوَةٍ شِرَّةٌ، وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةٌ، فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَلِأُمٍّ، مَا هُوَ، وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى مَعَاصِي اللهِ فَذَلِكَ الْهَالِكُ "(مسند احمد، رقم الحديث ٦٥٤٠) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے صحابۂ کرام میں سے کچھ لوگوں کا تذکرہ کیا گیا، جو عبادت میں شدید محنت ومشقت کیا کرتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اسلام کا جھاگ ہے، اور ہر جھاگ کا جوش اور رغبت ہوتی ہے اور ہر جوش اور رغبت کا ٹھنڈا پڑنا ہوتا ہے، پس جس کا ٹھنڈا پڑنا، کتاب وسنت کی طرف ہو، تو وہ اپنی اصل (یعنی کتاب وسنت) کے مطابق ہے، اور جس کا ٹھنڈا پڑنا، اللہ کی نافرمانیوں کی طرف ہو، تو وہ ہلاک ہونے والا ہے (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِهَذَا الْقُرْآنِ شِرَّةً، وَلِلنَّاسِ عَنْهُ فَتْرَةً، فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى الْقَصْدِ فَنِعِمَّا هِيَ، وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى الْإِعْرَاضِ فَأُولَئِكَ هُمْ بُورٌ (مسند ابى يعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ٦٥٥٧)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید کے لیے جوش اور رغبت ہوتی ہے، اور لوگوں کے لیے اس سے ٹھنڈا پڑنا ہوتا ہے، پس جس کا ٹھنڈا پڑنا میانہ روی کی طرف ہو، تو یہ کیا ہی اچھا ہے، اور جس کا ٹھنڈا پڑنا ''اعراض'' کی طرف ہو، پس یہی لوگ ہلاک ہونے والے ہیں (مسند احمد)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

مذکورہ حدیث میں وہ حفاظِ کرام اوران کے سرپرست بھی داخل ہیں، جوحفظِ قرآن کرنے کے لیےتو بہت جوش وخروش میں نظرآتے ہیں، اور حفظِ قرآن مکمل کرنے کے بعدان کا جوش وخروش ٹھنڈا ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ بعض حفاظ تو بعد میں قرآن مجید کھول کر بھی نہیں دیکھتے،اور چوپٹ بھول جاتے ہیں، بہت سےعلماءکا بھی یہی حال ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً، فَإِنْ كَانَ صَاحِبُهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوهُ، وَإِنْ أُشِيرَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوهُ(سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۴۵۳، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۳۴۹) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہر چیز کے لیے جوش اور رغبت ہوتی ہے،اور ہر جوش اور رغبت کے لیے ٹھنڈا پڑ جانا ہوتا ہے، پس جو شخص سیدھا رہا اوراس نے میانہ روی اختیار کی،تو میں اس کی (ہدایت وکامیابی کی)امید رکھتا ہوں،اوراگر اس کی طرف انگلیاں اٹھیں،توتم اس کوشمار نہ کرو(ترمذی،ابنِ حبان)

انگلیاں اٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے علم، یاعبادت وریاضت وغیرہ میں، جوش وخروش کی وجہ سے یکلخت مشہور ہوجائے،تو اس کوکامیاب اور ہدایت یافتہ نہ سمجھو،اوراس سے دھوکہ نہ کھاؤ۔

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ جوبھی عمل،اور جوبھی چیز ہوتی ہے،شروع میں اس میں خوب رغبت اور جوش وخروش ہوتا ہے،اور بعد میں ایک وقت آتا ہے کہ وہ جوش وخروش ٹھنڈا ہوجاتا ہے، پس جس رغبت اور جوش وخروش کا ٹھنڈا ہونا،قرآن وسنت کے مطابق ہو، وہ ٹھنڈا ہونے کے باوجود بھی ہدایت پراور کامیاب ہے،اور جس رغبت اور جوش وخروش کا ٹھنڈا ہونا،قرآن وسنت کے خلاف ہو،وہ ضلالت وگمراہی پراورناکام ہے۔

بدعت بھی چونکہ قرآن وسنت کے خلاف ہوتی ہے،اس لیےاس پر جوش وخروش کا ٹھنڈا ہونا ضلالت وگمراہی،اورناکامی کی دلیل ہے،اورمعصیت وگناہ کا ضلالت وگمراہی اورناکامی ہونا،سب کومعلوم ہے۔

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده قوی(حاشية صحيح ابنِ حبان)

اور بعض روایات میں جو سیدھا رہنے، اور میانہ روی اختیار کرنے کو ہدایت وکامیابی کی علامت بتلایا گیا ہے، اس سے بھی قرآن وسنت کے مطابق عمل کرنا مراد ہے، کیونکہ قرآن وسنت ہی کے ذریعے انسان سیدھا رہ سکتا، اور افراط وتفریط سے بچ کر میانہ روی اختیار کرسکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

اِلاقْتِصَادُ فِي السُّنَّةِ، أَحْسَنُ مِنَ الاجْتِهَادِ فِي الْبِدْعَةِ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۵۲)

ترجمہ: سنت پر اعتدال اختیار کرنا، بدعت میں جدوجہد کرنے سے بہتر ہے (حاکم)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :عَمَلٌ قَلِيلٌ فِي سُنَّةٍ، خَيْرٌ مِنْ عَمَلٍ كَثِيرٍ فِي بِدْعَةٍ، وَمَنِ اسْتَنَّ بِي فَهُوَ مِنِّي، وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي(مصنف عبد الرزاق،رقم الحدیث ۲۰۵۶۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنت کے مطابق ، تھوڑا عمل کرنا ''بدعت'' کے مطابق بہت زیادہ عمل کرنے سے بہتر ہے، اور جس نے میری سنت کو اختیار کیا، تو وہ مجھ سے تعلق رکھتا ہے، اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے تعلق نہیں رکھتا (عبدالرزاق)

بعض اہلِ علم حضرات نے مذکورہ روایات کے، حضرت ابنِ مسعود اور حضرت حسن بصری پر موقوف ہونے کو صحیح، اور مرفوع ہونے کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الضعيفة،تحت رقم الحديث ۳۹۱۷)

امام مروزی نے اپنی سند کے ساتھ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ:

اقتصاد فی سنة خیر من اجتهاد فی بدعة إنک إن تتبع خیر من أن تبتدع ولن تخطء الطریق ما اتبعت الأثر(السنة،للمَرْوَزِی، رقم الحدیث ۱۰۰)

ترجمہ: سنت پر اعتدال اختیار کرنا، بدعت میں جدوجہد کرنے سے بہتر ہے، آپ کا (اللہ اور اس کے رسول کی) اتباع کرنا، آپ کی ابتداع (یعنی بدعت ایجاد کرنے) سے

بہتر ہے،اور آپ جب تک نقل شدہ (سنت) کی اتباع کریں گے،اس وقت تک آپ غلط راستے پر نہیں چلیں گے (السنۃ)

مطلب یہ ہے کہ افراط وتفریط سے بچ کر سنت کے مطابق اعتدال والا راستہ اختیار کرنا، بدعت میں جدوجہد کرنے، بلکہ بدعت کو اختیار کرنے سے بہتر اور راستہ سے بھٹکنے سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

(ملاحظہ ہو:مرقاۃ المفاتیح، ج۳ص ۹۳۲، کتاب الصلاۃ، باب القصد فی العمل)

اسی وجہ سے شریعت کی نظر میں زیادہ جدوجہد کرنے کے مقابلے میں،سنت کے مطابق تھوڑے عمل پر مداومت اور پابندی کرنے کی بڑی فضیلت واہمیت ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے تروتازگی اور انشراح قائم رہتا ہے،اور اکتاہٹ پیدا نہیں ہوتی۔

(ملاحظہ ہو: فتح الباری لابنِ حجر، ج۳ص۱۸، قولہ باب من نام عند السحر)

اعتدال، ہر چیز میں مطلوب ومحمود اور گمراہی سے بچنے کا ذریعہ ہے،جس کا راستہ قرآن وسنت سے ہی معلوم ہوتا ہے،جس کی طرف آج رغبت بہت کمزور پڑ گئی ہے،اور دوسری اِدھر اُدھر کی چیزوں کی طرف زیادہ ہوگئی ہے۔اللہ حفاظت فرمائے۔آمین۔

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

قومِ فرعون پر آنے والے مختلف عذاب (حصہ دوم)

قومِ فرعون پر مختلف عذاب اور ان کا ایمان کے وعدے سے پھرنا

فرعون کے جادوگر، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ہار گئے، اور ایمان لائے، مگر قوم فرعون اسی طرح اپنی سرکشی اور کفر پر جمی رہی، اس واقعہ کے بعد تاریخی روایات کے مطابق حضرت موسیٰ بیس سال مصر میں مقیم رہ کر ان لوگوں کو اللہ کا پیغام سناتے، اور حق کی طرف دعوت دیتے رہے۔ اور اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے، جن کے ذریعہ قوم فرعون کو متنبہ کر کے راستہ پر لانا مقصود تھا۔ [1]

ان نو معجزات میں سے سب سے پہلے دو معجزے ''عصا'' کا اژدھا بن جانا، اور ''ید بیضاء'' کا ظہور فرعون کے دربار میں ہوا، اور انہی دو معجزوں کے ذریعہ جادوگروں کے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام نے فتح حاصل کی، اس کے بعد دو معجزے وہ تھے، جس کا ذکر پہلے گزرا کہ قومِ فرعون پر ان کی ضد اور کجروی کی وجہ سے قحط اور پھلوں کی کمی مسلط کر دیا گیا، ان کی زمینوں اور باغوں میں پیداوار بہت گھٹ گئی، جس سے یہ سخت پریشان ہوئے، اور بالآخر حضرت موسیٰ سے قحط دور ہونے کے لئے

---

[1] قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ان نو معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔
چنانچہ سورہ اسراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:
وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَائَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَامُوسَى مَسْحُورًا (سورة الاسراء، رقم الآية ۱۰۱)
اور سورہ نمل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:
وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ (سورة النمل، رقم الآية ۱۲)

www.idaraghufran.org

دعاء کرائی، مگر جب قحط اور پھلوں کی کمی دور ہوگئی، تو پھر اپنی سرکشی میں مبتلا ہو گئے، اور یہ کہنے لگے کہ یہ قحط اور پھلوں کی کمی، تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست کے سبب سے ہوئی، اور اب جو قحط اور پھلوں کی کمی دور ہوئی، یہ ہمارے حال کا تقاضا ہے (جیسا کہ پہلے گزرا) [1]

باقی پانچ معجزات اور عذابات، ان پر طوفان، ٹڈی دل، گھن کے کیڑے، مینڈک اور خون کی شکل میں آئے، ان میں سے ہر ایک عذاب الگ الگ قومِ فرعون پر ایک معین وقت کے لیے آتا، پھر موقوف ہوجاتا، اور ان کو کچھ مہلت دی جاتی، اس کے بعد دوسرا، اور پھر تیسرا عذاب ان پر الگ الگ شکل میں آیا۔ [2]

قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ

---

[1] قوله عز وجل: ولقد آتينا موسى تسع آيات بينات، أى: دلالات واضحات، والآيات التسع: قال ابن عباس والضحاک: هى العصا واليد البيضاء والعقدة التى كانت بلسانه فحلها وفلق البحر والطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم .وقال عكرمة وقتادة ومجاهد وعطاء: هى الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم والعصا واليد والسنون ونقص الثمرات(تفسير البغوى، ج٣ص١٦٥، سورة الاسراء)

[2] وقد روى نحو هذا عن ابن عباس والسدى وقتادة وغير واحد من علماء السلف أنه أخبر بذلک، وقال محمد بن إسحاق بن يسار رحمه الله، فرجع عدو الله فرعون حين آمنت السحرة مغلوبا مغلولا ثم أبى إلا الإقامة على الكفر والتمادى فى الشر فتابع الله عليه الآيات فأخذه بالسنين وأرسل عليه الطوفان، ثم الجراد، ثم القمل، ثم الضفادع، ثم الدم، آيات مفصلات، فأرسل الطوفان وهو الماء ففاض على وجه الأرض، ثم ركد لا يقدرون على أن يحرثوا ولا أن يعملوا شيئا حتى جهدوا جوعا فلما بلغهم ذلک قالوا يا موسى ادع لنا ربک بما عهد عندک لئن كشفت عنا الرجز لنؤمنن لک ولنرسلن معک بنى إسرائيل فدعا موسى ربه فكشف عنهم فلم يفوا له بشىء مما قالوا فأرسل الله عليهم الجراد فأكل الشجر فيما بلغنى حتى إن كان ليأكل مسامير الأبواب من الحديد حتى تقع دورهم ومساكنهم فقالوا مثل ما قالوا فدعا ربه فكشف عنهم فلم يفوا له بشىء مما قالوا فأرسل الله عليهم القمل فذكر لى أن موسى عليه السلام أمر أن يمشى إلى كثيب حتى يضربه بعصاه فمشى إلى كثيب أهيل عظيم فضربه بها فانثال عليهم قملا حتى غلب على البيوت والأطعمة ومنعهم النوم والقرار.

فلما جهدهم قالوا له مثل ما قالوا له فدعا ربه فكشف عنهم فلم يفوا له بشىء مما قالوا فأرسل الله عليهم الضفادع فملأت البيوت والأطعمة والآنية فلا يكشف أحد ثوبا ولا طعاما إلا وجد فيه الضفادع قد غلبت عليه، فلما جهدهم ذلک قالوا له مثل ما قالوا فسأل ربه فكشف عنهم فلم يفوا له بشىء مما قالوا فأرسل الله عليهم الدم فصارت مياه آل فرعون دما لا يستقون من بئر ولا نهر ولا يغترفون من إناء إلا عاد دما عبيطا(تفسير ابنِ كثير، ج٣ص٤١٨، سورة الاعراف)

مُفَصَّلاتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ. وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يَامُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ إِسْرَائِيلَ. فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلٰى أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ (سورة الاعراف، رقم الآية ۱۳۳ الیٰ ۱۳۵)

یعنی ''چنانچہ ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیوں، گھن کے کیڑوں، مینڈکوں اور خون کی بلائیں چھوڑیں، جو سب علیٰحدہ علیٰحدہ نشانیاں تھیں، پھر بھی انہوں نے تکبر کا مظاہرہ کیا، اور وہ بڑے مجرم لوگ تھے۔ اور جب ان پر عذاب آ پڑتا تو وہ کہتے کہ اے موسیٰ! تمہارے پاس اللہ کا جو عہد ہے، اس کا واسطہ دے کر ہمارے لیے اپنے رب سے دعاء کردو (کہ یہ عذاب ہم سے دور ہو جائے) اور اگر واقعی تم نے ہم پر سے یہ عذاب ہٹا دیا، تو ہم تمہاری مان لیں گے، اور بنی اسرائیل کو ضرور تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ پھر جب ہم ان پر سے عذاب کو، اتنی مدت تک ہٹا لیتے، جس تک انہیں پہنچنا ہی تھا، تو وہ ایک دم اپنے وعدے سے پھر جاتے''۔

''طوفان'' سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک پانی کا طوفان ہے، قومِ فرعون کے سب گھروں اور زمینوں کو پانی کے طوفان نے گھیر لیا، نہ کہیں بیٹھنے لیٹنے کی جگہ رہی، نہ زمین میں کچھ کاشت وغیرہ کرنے کی، اور عجیب بات یہ تھی کہ قومِ فرعون کے مکانات اور زمینوں کے ساتھ ہی بنی اسرئیل کے مکانات اور زمینیں تھیں، بنی اسرائیل کے مکانات اور زمینیں سب بدستور خشک ہوتیں، کہیں طوفان کا پانی نہ ہوتا، اور قوم فرعون کے سارے گھر اور زمین اس طوفان سے لبریز ہوتے۔ [1]

[1] بعض حضرات نے ''طوفان'' سے ''کثرتِ موت'' اور بعض حضرات نے ''طاعون'' بھی مراد لیا ہے۔

فأرسلنا عليهم الطوفان اختلفوا في معناه فعن ابن عباس في رواية كثرة الأمطار المغرقة المتلفة للزروع والثمار وبه قال الضحاك بن مزاحم، وعن ابن عباس في رواية أخرى هو كثرة الموت وكذا قال عطاء، وقال مجاهد: الطوفان الماء والطاعون على كل حال(تفسير ابنِ كثير، ج۳ص۴۱۴، سورة الاعراف)

وقال مجاهد وعطاء: الطوفان الموت .وقال وهب: الطوفان الطاعون بلغة اليمن .وقال أبو قلابة: الطوفان الجدري، وهم أول من عذب به فبقي في الأرض .وقال مقاتل: الطوفان الماء طغى فوق حروثهم .وروى عن أبي ظبيان عن ابن عباس قال:الطوفان أمر من الله أطاف بهم، ثم قرأ: فطاف عليها طائف من ربك وهم نائمون، قال نحاة الكوفة: الطوفان مصدر لا يجمع كالرجحان والنقصان .وقال أهل البصرة: هو جمع واحدها طوفانة(تفسير البغوى، ج۲ص۲۲۳، سورة الاعراف)

www.idaraghufran.org

اس طوفان سے گھبرا کر قومِ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی کہ اپنے پروردگار سے دعاء کیجئے کہ یہ عذاب ہم سے دور فرمادیں، تو ہم ایمان لے آئیں گے، اور بنی اسرائیل کو آزاد کردیں گے، حضرت موسیٰ کی دعاء سے یہ طوفان دور ہوا، اور اس کے بعد ان کی کھیتیاں پہلے سے زیادہ ہری بھری ہوگئیں، تو اب یہ کہنے لگے کہ درحقیقت یہ طوفان کوئی عذاب نہیں تھا، بلکہ ہمارے فائدے کے لئے آیا تھا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری زمینوں کی پیداوار بڑھ گئی، اس لئے موسیٰ علیہ السلام کا اس میں کچھ دخل نہیں، اور یہ کہہ کر سب عہد و پیمان نظر انداز کردیئے۔

اس کے بعد یہ لوگ کچھ عرصہ امن وعافیت سے رہتے رہے، اللہ نے ان کو غور وفکر کی مہلت دی، مگر یہ ہوش میں نہ آئے، تو اب دوسرا عذاب ٹڈیوں کا ان پر مسلط کردیا گیا، ٹڈی دل نے ان کی ساری کھیتیوں اور باغوں کو کھالیا، بعض روایات میں ہے کہ لکڑی کے دروازوں اور چھتوں کو اور گھریلو سب سامان کو ٹڈیاں کھا گئیں، اور اس عذاب کے وقت بھی موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ سامنے تھا کہ یہ سارا ٹڈی دل صرف قبطی یعنی قومِ فرعون کے باغوں، کھیتیوں، گھروں پر چھایا ہوا تھا، پاس ملے ہوئے بنی اسرائیلیوں کے مکانات، زمینیں، باغ سب اس سے محفوظ تھے۔ [1]

اس وقت پھر قومِ فرعون چلا اٹھی، اور حضرت موسیٰ سے درخواست کی کہ اس مرتبہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعاء کردیں، یہ عذاب ہٹ جائے، تو ہم پختہ وعدہ کرتے ہیں کہ ایمان لے آئیں گے، اور بنی اسرائیل کو آزاد کردیں گے، موسیٰ علیہ السلام نے پھر دعاء کی اور یہ عذاب ہٹ گیا۔

مگر عذاب کے ہٹنے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ ہمارے پاس اب بھی اتنا ذخیرہ غلہ کا موجود ہے کہ ہم کچھ عرصہ کھاسکتے ہیں، تو پھر سرکشی اور عہد شکنی پر آمادہ ہوگئے، نہ ایمان لائے، نہ بنی اسرائیل کو آزاد کیا۔

اس کے بعد کچھ عرصہ پھر اللہ تعالیٰ نے مہلت دی، اس مہلت کے بعد تیسرا عذاب ''قمل'' کا مسلط

---

[1] فقالوا لموسى: ادع لنا ربك يكشف عنا المطر فنؤمن بك ونرسل معك بني إسرائيل، فدعا ربه فرفع عنهم الطوفان، فأنبت الله لهم فى تلك السنة شيء لم ينبته لهم قبل ذلك من الكلأ والزرع والثمر وخصبت بلادهم، فقالوا: ما كان هذا الماء إلا نعمة علينا وخصبا، فلم يؤمنوا فأقاموا شهرا فى عافية، فبعث الله عليهم الجراد فأكل عامة زروعهم وثمارهم وأوراق الشجر حتى كان يأكل الأبواب وسقوف البيوت والخشب والثياب والأمتعة ومسامير الأبواب من الحديد حتى تقع دورهم، وابتلى الجراد بالجوع، فكان لا يشبع ولم يصب بني إسرائيل شيء من ذلك فعجوا وضجوا (تفسير البغوى، ج۲ ص ۲۲۳، سورة الاعراف)

ہوا، لفظ ’’قمل‘‘ اس جوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے، جو انسان کے بالوں اور کپڑوں میں پیدا ہوجاتی ہے، اور اس کیڑے کو بھی کہتے ہیں جو غلہ میں لگ جاتا ہے جس کو گھن بھی کہا جاتا ہے ’’قمل‘‘ کا یہ عذاب ممکن ہے کہ دونوں قسم کے کیڑوں پر مشتمل ہو کہ غلوں میں گھن لگ گیا اور انسانوں کے بدن اور کپڑوں میں جوؤں کا طوفان امڈ آیا، غلوں کا حال اس گھن نے ایسا کر دیا کہ کافی سارا گیہوں پیسنے کے لئے نکالیں، تو اس میں تھوڑا سا آٹا بھی نہ نکلے، اور جوؤں نے ان کے بال اور پلکیں اور بھویں تک کھالیں۔ [1]

آخر قومِ فرعون بلبلا اٹھی، اور موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی کہ اب کی مرتبہ ہرگز وعدہ سے نہ پھریں گے، آپ دعا کردیں، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی دعاء سے یہ عذاب بھی ٹل گیا۔

مگر جن بدنصیبوں کو ہلاک ہی ہونا تھا، وہ کہاں عہد کو پورا کرتے، پھر عافیت ملتے ہی سب کچھ بھول گئے اور منکر ہوگئے۔

پھر کچھ عرصہ کی مہلت آرام و راحت کے ساتھ ان کو دی گئی، مگر اس مہلت سے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھایا، تو اگلا عذاب مینڈکوں کا ان پر مسلط کر دیا گیا، اور اس کثرت سے مینڈک ان کے گھروں میں پیدا ہوگئے کہ جہاں بیٹھتے تو ان کے گلے تک مینڈکوں کا ڈھیر لگ جاتا، سونے کے لئے لیٹتے، تو سارا بدن ان سے دب جاتا، کروٹ لینا ناممکن ہوجاتا، پکتی ہوئی ہنڈیا میں، رکھے ہوئے کھانے میں، آٹے میں اور ہر چیز میں مینڈک بھر جاتے۔

اس عذاب سے عاجز آکر سب رونے لگے، اور پہلے سے پختہ وعدوں کے ساتھ معاہدہ کیا، تو پھر حضرت موسیٰ کی دعاء سے یہ عذاب بھی دور ہوگیا۔

مگر جس قوم پر قہرِ الٰہی مسلط ہو، اس کی عقل اور ہوش وحواس کام نہیں دیتے، اس واقعہ کے بعد بھی عذاب سے نجات پا کر یہ پھر اپنی ہٹ دھرمی پر جم گئے، اور کہنے لگے کہ اب تو ہمیں اور بھی یقین

[1] وأما القمل فعن ابن عباس هو السوس الذى يخرج من الحنطة وعنه أنه الدبا وهو الجراد الصغير الذى لا أجنحة له وبه قال مجاهد وعكرمة وقتادة وعن الحسن وسعيد بن جبير القمل دواب سود صغار، وقال عبد الرحمن بن زيد بن أسلم: القمل البراغيث، وقال ابن جرير القمل جمع واحدتها قملة وهى دابة تشبه القمل تأكلها الإبل(تفسير ابنِ كثير، ج۳ص۴۱۵، سورة الاعراف)

www.idaraghufran.org

ہوگیا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے جادوگر ہیں، یہ سب ان کے جادو کے کرشمے ہیں، رسول نبی کچھ نہیں۔
پھر کچھ عرصہ کی مہلت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی، مگر اس مہلت سے بھی کوئی کام نہ لیا، تو اگلا عذاب، ان پر ''خون'' کا مسلط کردیا گیا کہ ان کے ہر کھانے اور پینے کی چیز خون بن گئی، کنویں سے، حوض سے، جہاں کہیں سے پانی نکالیں، خون بن جائے، کھانا پکانے کے لئے رکھیں، خون بن جائے، اور ان سب عذابوں میں حضرت موسیٰ کا یہ معجزہ مسلسل تھا کہ ہر عذاب سے بنی اسرئیلی حضرات بالکل مامون ومحفوظ تھے، خون کے عذاب کے وقت قومِ فرعون کے لوگوں نے بنی اسرائیل کے گھروں سے پانی مانگا، جب وہ ان کے ہاتھ میں گیا، تو خون ہوگیا، ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر قبطی اور بنی اسرائیلی کھانا کھاتے، تو جو لقمہ اسرائیلی اٹھاتا، وہ اپنی حالت پر کھانا ہوتا، اور جو لقمہ یا پانی کا گھونٹ قبطی کے منہ میں جاتا، خون بن جاتا، یہ عذاب بھی بدستور جاری رہا۔
بالآخر پھر یہ بدعہد قوم چلا اٹھی، اور حضرت موسیٰ سے فریاد کی، اور پہلے سے زیادہ مضبوط وعدے کئے، چنانچہ حضرت موسیٰ کی دعاء سے، یہ عذاب بھی ہٹ گیا، مگر یہ لوگ اپنی اسی ہٹ دھرمی پر جمے رہے۔
اسی کو قرآن مجید کی سورہ اعراف کی مذکورہ بالا روایت میں اس طرح تعبیر کیا گیا ہے کہ:

''فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ''

یعنی ''پھر بھی انہوں نے تکبر کا مظاہرہ کیا، اور وہ بڑے مجرم لوگ تھے''۔

مفسرین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان آیات میں جو بھی نشانیاں ذکر کی گئیں، وہ دراصل موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہی تھے، جو موسیٰ علیہ السلام کے سچے رسول ہونے پر دلالت کرتے تھے، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ جتنے بھی عذاب ذکر کیے گئے، یہ قومِ فرعون ہی کے ساتھ خاص تھے، بنی اسرائیل کو انہوں نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا، اور بنی اسرائیل ان سارے عذابوں سے امن وعافیت میں رہے، اور قومِ فرعون مصیبت اور عذاب میں مبتلا رہی، باوجودیکہ قومِ فرعون اور بنی اسرائیل کے گھر اور رہائش ایک ہی جگہ پر تھے۔ [1]

---

[1] واعلم أن ما ذكره الله تعالى فى هذه الآيات هى معجزات فى الحقيقة دالة على صدق موسى عليه الصلاة والسلام ووجه ذلك أن العذاب كان مختصا بآل فرعون دون بنى إسرائيل فاختصاصه بالقبطى دون الإسرائيلى معجز وكون بنى إسرائيل فى أمان منه وعافية وقوم فرعون فى شدة وعذاب وبلاء مع اتحاد المساكن معجز أيضا(تفسير الخازن، ج۲ص ۲۴۱، سورة الاعراف)

www.idaraghufran.org

طب وصحت (تیسری وآخری قسط) حکیم مفتی محمد ناصر

حجامہ کی اُجرت سے متعلق محدثین وفقہاء کے اقوال

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفیٰ 321ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمْ يَكُنْ نَهْيُهُ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ لِأَنَّهُ حَرَامٌ، أَلَا تَرَى أَنَّهُ قَدْ أَبَاحَ سَائِلَهُ أَنْ يَعْلِفَهُ نَاضِحَهُ وَرَقِيقَهُ، وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ حَرَامًا، لَمَا أَبَاحَهُ ذَلِكَ، وَإِذَا لَمْ يَكُنْ حَرَامًا كَانَ مَعْقُولًا أَنَّ نَهْيَهُ إِيَّاهُ عَنْهُ كَانَ لِمَا فِيهِ مِنَ الدَّنَائَةِ، لَا لِمَا سِوَى ذَلِكَ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُدَنِّئُوا أَنْفُسَهُمْ وَمِنْهَا مَا ذُكِرَ فِيهِ أَنَّ مَعَ نَهْيِهِ عَنْهُ جَعَلَهُ سُحْتًا، فَاحْتَمِلَ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ لِمِثْلِ الْمَعْنَى الْأَوَّلِ، إِذَا كَانَ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ أَنَّهُ سُحْتٌ، وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ لِأَنَّهُ حَرَامٌ، وَلَكِنْ لِأَنَّهُ دَنِيءٌ (شرح مشكل الآثار، تحت رقم الرواية ٤٦٦٠، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في أثمان الكلاب، في حلها، وفي النهي عنها)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حجام کی کمائی سے منع کرنا اس لئے نہیں تھا کہ حجام کی کمائی حرام ہے، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کی کمائی کے بارے میں پوچھنے والے کو اس کا جائز ہونا اس طرح قرار دیا، کہ وہ (حجامہ کی کمائی کے پیسوں سے) اونٹ کو چارہ ڈال دے، یا (اس کی کمائی) اپنے غلام کو کھلا دے، اور اگر یہ (حجام کی کمائی) حرام ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے جائز قرار نہ دیتے، اور جب حجام کی کمائی حرام نہیں ہے، تو اس سے یہ بات سمجھنی چاہئے کہ حجام کی کمائی سے منع کرنا، اس کے (خون میں آلودہ ہونے کی وجہ سے) گھٹیا (وغیر شریف) عمل ہونے پر ہے، اس کے علاوہ حجام کی کمائی سے منع کرنے کی اور کوئی وجہ نہیں، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو گھٹیا عمل (میں مشغول ہونے) سے منع فرمایا، اور حجام کی کمائی سے منع کرنے کے ساتھ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کوسُحت (یعنی ناپاک) قرار دینے کی وجہ میں مذکورہ احتمال بھی شامل ہے، کیونکہ احادیث میں اسے سُحت (یعنی ناپاک) قرار دیا گیا ہے، حرام قرار نہیں دیا گیا، اور یہ تمام تفصیل اس لئے ہے کہ حجام کی کمائی قابلِ ستائش پیشہ نہیں ہے (شرح مشکل الآثار)

نیز امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفیٰ 321ھ) مزید فرماتے ہیں:

فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ لِأَنَّهُ حَرَامٌ، وَلَكِنْ لِأَنَّهُ دَنِيءٌ، فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ أَنْ يُدَنِّئُوا أَنْفُسَهُمْ بِالْأَشْيَاءِ الَّتِي تُدَنِّئُهُمْ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَرَامًا عَلَيْهِمْ فِي شَرِيعَتِهِ، كَحُرْمَةِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي حَرَّمَهَا الشَّرْعُ، فَاحْتُمِلَ أَنْ يَكُونَ نَهَاهُمْ عَنْ أَثْمَانِ الْكِلَابِ لِمِثْلِ هَذَا الْمَعْنَى، ثُمَّ نَظَرْنَا هَلْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ يَدُلُّ عَلَى إِحْلَالِ أَثْمَانِ الْكِلَابِ الَّتِي يُنْتَفَعُ بِهَا، فَوَجَدْنَا أَحْمَدَ بْنَ شُعَيْبٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ , حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ , عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ , عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " نَهَى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ وَالْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ "فَكَانَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الْكَلْبَ الْمَنْهِيَّ عَنْ ثَمَنِهِ هُوَ خِلَافُ كَلْبِ الصَّيْدِ، وَهُوَ الْكَلْبُ الَّذِي لَا مَنْفَعَةَ فِيهِ، وَقَدْ رُوِّينَا فِي حَدِيثِ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَهْيِهِ، عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ مِثْلَ الَّذِي فِيهِ مِنْ نَهْيِهِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَلَمْ نَعْلَمِ اخْتِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ثَمَنِ السِّنَّوْرِ أَنَّهُ لَيْسَ بِحَرَامٍ، وَلَكِنَّهُ دَنِيءٌ (شرح مشكل الآثار، رقم الرواية ٤٦٦٢، ورقم الرواية ٤٦٦٣، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى أثمان الكلاب، فى حلها، وفى النهى عنها)

ترجمہ: پس یہ (احادیث میں حجام کی کمائی سے منع کرنا) اس لئے نہیں ہے، کہ یہ حرام

www.idaraghufran.org

ہے، بلکہ یہ گھٹیا عمل ہے، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو گھٹیا اور خسیس کاموں میں مشغول ہونے سے منع فرمایا، اگرچہ یہ کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں اس طرح حرام نہیں کیے گئے، جس طرح شریعت نے دوسری حرام چیزوں کو حرام کیا ہے، پس یہ بھی احتمال ہے کہ کتوں کی کمائی سے منع کرنا بھی اسی معنی (اور مفہوم) کے مطابق ہو۔ چنانچہ ہم نے غور کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ایسا روایت کیا گیا ہے، جو کتوں کی کمائی سے فائدہ اٹھانے کے حلال ہونے پر دلالت کرے، تو ہم نے (اس سلسلہ میں یہ حدیث) پائی، کہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلیوں اور کتوں کی کمائی سے منع فرمایا سوائے شکاری کتوں کے، پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن کتوں کی قیمت سے منع کیا گیا ہے، وہ شکاری کتوں کے علاوہ ہیں، اور وہ اُن کتوں کے بارے میں ہے، جن کے رکھنے میں کوئی منفعت نہیں ہے، اور ہم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ بلیوں کی قیمت کی ممانعت ایسے ہی ہے، جیسے کتوں کی قیمت، اوراور ہمارے علم میں اہلِ علم کے درمیان بلیوں کی قیمت کے حرام نہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، مگر یہ قابلِ تعریف پیشہ بھی ہے (شرح مشکل الآثار)

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ احادیث میں عام کتوں کی خرید وفروخت کی کمائی کی ممانعت ہے، اوراس حکم سے شکاری کتے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ ان سے منفعت حاصل ہوتی ہے، گویا ممانعت کا سبب موجود نہ ہونے کی وجہ سے حکم بدل جائے گا۔

اسی طرح حجامہ کی کمائی کی کراہت، خون میں تلویث کی وجہ سے ہے، اور جب یہ وجہ موجود نہ رہے، تو کراہت کا حکم بھی نہیں ہوگا۔

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی:676ھ) فرماتے ہیں:

وأما كسب الحجام وكونه خبيثا ومن شر الكسب ففيه دليل لمن يقول بتحريمه وقد اختلف العلماء فى كسب الحجام فقال الأكثرون

من السلف والخلف لا يحرم كسب الحجام ولا يحرم أكله لا على الحر ولا على العبد وهو المشهور من مذهب أحمد وقال في رواية عنه قال بها فقهاء المحدثين يحرم على الحر دون العبد واعتمدوا هذه الأحاديث وشبهها واحتج الجمهور بحديث بن عباس رضى الله عنهما أن النبى صلى الله عليه وسلم احتجم وأعطى الحجام أجره قالوا ولو كان حراما لم يعطه رواه البخارى ومسلم وحملوا هذه الأحاديث التى فى النهى على التنزيه والارتفاع عن دنء الأكساب والحث على مكارم الأخلاق ومعالى الأمور ولو كان حراما لم يفرق فيه بين الحر والعبد فإنه لا يجوز للرجل أن يطعم عبده مالا يحل (شرح النووى على مسلم، ج١٠، ص٢٣٣، تحت رقم الحديث ١٥٦٧، كتاب البيوع، باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن ومهر البغي والنهى عن بيع السنور)

ترجمہ: اور حجام کی کمائی اوراس کا خبیث ہونا، اور بُری کمائی ہونا، تو اس سلسلہ میں جو حضرات اس کا حرام ہونا بیان کرتے ہیں، ان کے پاس بھی دلیل ہے، اور درحقیقت علماء نے حجام کی کمائی کے بارے میں اختلاف کیا ہے، سلف اور خلف میں سے اکثر حضرات نے فرمایا ہے کہ حجام کی کمائی حرام نہیں ہے، اوراس کا کھانا حرام نہیں ہے، نہ ہی آزاد پر، اور نہ غلام پر، اورامام احمد کے مذہب میں یہی مشہور ہے، اورامام احمد سے ایک روایت کے مطابق اورفقہاءِ محدثین نے بھی یہی فرمایا ہے کہ حجام کی کمائی آزاد شخص کے لئے حرام ہے، مگر غلام کے لئے (حرام) نہیں، اوران اہلِ علم حضرات نے بھی انہی اور ان جیسی احادیث پر اعتماد کیا ہے، اور جمہور نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامہ کروایا، اور حجام کواس کی مزدوری دی، اوران (جمہور) حضرات نے کہا ہے کہ اگر حجام کی کمائی حرام ہوتی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجام کو یہ (مزدوری) نہ دیتے، اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے، اوران

(جمہور) حضرات نے حجام کی کمائی سے ممانعت کی احادیث کو (کراہتِ) تنزیہی پر اوراس عمل کے غیرشریف ذریعۂ معاش ہونے پرمحمول کیا ہے،اور معززاخلاق اوراعلیٰ کسبِ معاش اختیار کرنے کی ہدایت دینے پرمحمول کیا ہے،اوراگر یہ حرام ہوتا ہے،تو آزاداور غلام کے لئے حکم میں فرق نہ ہوتا،اس لئے کہ جو چیز آزادمرد کے لئے حلال نہ ہو،تو اس کے لئے اپنے غلام کووہ چیز کھلانا بھی جائز نہیں (نووی)

مذکورہ عبارت سے امام نووی رحمہ اللہ کا حجام کی کمائی کے حلال ہونے کی طرف رُجحان معلوم ہوا، جس کی امام نووی رحمہ اللہ نے بعض دیگر موقعوں پر بھی تصریح فرمائی ہے۔

خلاصہ یہ کہ جمہورفقہاءحنفیہ، مالکیہ،شافعیہ اور ایک قول کے مطابق حنابلہ حجامہ کی اُجرت ومزدوری لینے کے جائز ہونے کے قائل ہیں، نیز حجامہ کی طرف لوگوں کی ضرورت وابستہ ہے،اور ہر کسی کا اس عمل کوتبرّ ع واحسان کےطور پراختیار کرنا مشکل ہے،لہٰذا جس طرح دوسرے اُجرت ومزدوری کے طور پرمعاملات جائز ہیں،اسی طرح حجامہ بھی جائز ہے۔

اوراحادیث میں حجامہ کی اُجرت کی کراہت کی علت بعض محدثین نے اس عمل میں خون میں تلویث بیان کی ہے، بالخصوص جبکہ حجامہ کرنے والا اپنے منہ سے خون کھینچتا ہو، یااُس کے ہاتھ، کپڑے وجسم وغیرہ خون میں ملوث ہوتے ہوں۔

لیکن اگر حجامہ کرنے والا منہ سے خون نہ چوسے،اورناپاکی وگندگی سے حفاظت کا اہتمام بھی کرے، جیسا کہ آج کل حجامہ کرنے کے مختلف آلات مثلاً کپنگ گن (Cupping Gun)، کپس (Cups)، دستانے (Gloves) وغیرہ موجود ہیں،تو پھر حجامہ کی اُجرت کے جواز کی احادیث وروایات کی رُو سے، نیز اس سلسلہ میں محدثین کی بیان کردہ علت نہ پائے جانے کی وجہ سے حجامہ کی اُجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [1] فقط۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] ذهب جمهور الفقهاء (الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة فى قول) إلى جواز اتخاذ الحجامة حرفة وأخذ الأجرة عليها، واستدلوا بما روى ابن عباس قال: احتجم النبى صلى الله عليه وسلم وأعطى الحجام أجره، ولو علمه حراما لم يعطه وفى لفظ لو علمه خبيثا لم يعطه .ولأنها منفعة مباحة فجاز الاستئجار عليها كالبناء والخياطة، ولأن بالناس حاجة إليها ولا نجد كل أحد متبرعا بها، فجاز الاستئجار عليها كالرضاع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٧، ص١٨، مادة ”حجامة“، امتهان الحجامة وأخذ الأجر عليها)

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

☐...... 13/20/27/رجب المرجب، اور 4/شعبان المعظم 1442ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

☐...... 8/15/22/29/رجب المرجب، 1442ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہیں۔

☐...... 9/رجب المرجب 1442ھ، بروز پیر، مدیر صاحب کا ایک اہم مقصد کے لیے مع چند اراکینِ ادارہ کے ترنڈہ محمد پناہ، اور بہاولپور کا سفر ہوا، 12 رجب بروز جمعرات بحمداللہ، بخیریت واپسی ہوئی۔

☐...... 13/رجب المرجب 1442ھ، بروز جمعہ، صبح کے وقت مدیر صاحب، مع چند اراکینِ ادارہ کے، جناب شعیب صاحب (سوتر گلی) کی طرف سے ناشتے پر ان کے نوتعمیر شدہ مکان کی تقریب میں مدعو تھے، اسی دن بعد نمازِ جمعہ مدیر صاحب نے جناب آغا ابرار صاحب کے صاحبزادے حمزہ صاحب کا مسجدِ غفران میں نکاح پڑھایا۔

☐...... 3/شعبان 1442ھ، بروز جمعرات، مانسہرہ سے حافظ عدیل صاحب چند علمائے کرام کے ساتھ، مدیر صاحب سے ملاقات کے لئے ادارہ غفران تشریف لائے، اور علمی گفتگو ہوئی۔

☐...... 3/شعبان 1442ھ، بروز جمعرات، شعبہ حفظ کے طالب علم، اویس الحق کے والد صاحب، جناب بختاور صاحب کی دعوت پر، چند اساتذہ کرام عشائیہ پر اُن کے گھر مدعو تھے۔

☐...... 21 رجب المرجب (6/مارچ)، بروز ہفتہ تعمیرِ پاکستان سکول میں تعلیمی سال 21-2020 کے سالانہ امتحانات کے نتیجہ کا دن تھا، کامیاب ہونے والے طلبہ کو انعامات دیے گئے، اور 25/رجب (10 مارچ) بروز بدھ سے نئے تعلیمی سال 22-2021 کی تعلیم کا آغاز ہوگیا، مگر اس کے بعد ہی حکومتی کے اعلان کے تحت کرونا کے عنوان سے پنجاب کے چند شہروں میں تعلیمی اداروں میں تعطیلات کا حکم نامہ جاری ہونے کی وجہ سے، تعمیرِ پاکستان سکول میں بھی تعطیلات ہوگئیں۔

اسلامی ناموں کی فہرست

اسلامی ناموں اور کنیت، لقب اور نسبت ونسب سے متعلق شرعی وفقہی احکام، اور بچوں وبچیوں کے معتبر اسلامی ناموں کی فہرست، ناموں کا اصل تلفظ اور ان ناموں کے معانی اور نسبت

مصنّف: مفتی محمد رضوان

www.idaraghufran.org

اخبارِ عالم ☎ مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ **21/فروری/2021ء/8/رجب المرجب/1442ھ**: پاکستان: یوٹیلیٹی اسٹورز پر خوردنی تیل، گھی، شیمپو اور دودھ مزید مہنگے، کوکنگ آئل 45 روپے لیٹر، گھی 26 روپے کلو مہنگا ☎ ڈسکہ ضمنی انتخابات، مبینہ دھاندلی، الیکشن کمیشن نے نتائج روک دیے، تحقیقات کا حکم ✍ **22/فروری**: پاکستان: یورپی درآمدات میں پاکستان کا حصہ محض 0.3 فیصد ✍ **23/فروری**: پاکستان: فٹیف اجلاس، پاکستان اپنی کارکردگی سے مطمئن، پاکستان نے 27 میں سے 26 اہداف پر پیشرفت، 14 اہداف مکمل کر لیے ✍ **24/فروری**: پاکستان: قومی اسمبلی، بچوں کو جسمانی سزا اور سود کی ممانعت کے بل منظور، بچوں کو جسمانی سزا دینے پر پابندی کا اطلاق اسلام آباد تک ہوگا، کسی طرح کی بھی جسمانی سزا ممنوع ہوگی، سود کی بنیاد پر کاروبار، نجی رقوم کا لین دین، ایڈوانس لینے اور ترسیلات کی سرگرمیاں بھی ممنوع ہوں گی ✍ **25/فروری**: پاکستان: اسلامی ترقیاتی بینک، پاکستان کے لیے 1.1 ارب ڈالر پلان منظور، پی ایس او، پارکو اور پی ایل ایل کو تیل وگیس کی درآمد میں تعاون حاصل ہوگا ✍ **26/فروری**: پاکستان: پاکستان اور بھارت کا کنٹرول لائن پر جنگ بندی معاہدے پر سختی سے عملدرآمد پر اتفاق ☎ این اے 75، ڈسکہ الیکشن کالعدم، 18 مارچ کو دوبارہ پولنگ کا حکم ☎ ایف اے ٹی ایف (FATF) کا پاکستان کو جون تک مزید گرے لسٹ میں رکھنے کا فیصلہ ✍ **27/فروری**: پاکستان: قطر سے ایل این جی کا نیا معاہدہ، پاکستان کے لیے 3 ارب ڈالر کا فائدہ، پاکستان کو 10 سال کے لیے 3 ملین ٹن ایل این جی 31 فیصد سستی فراہم کی جائے گی ✍ **28/فروری**: پاکستان: ملک میں کورونا وائرس کی نئی قسم پھیلنے لگی، 24 جاں بحق، 1205 متاثر ✍ **یکم/مارچ**: پاکستان: وزیرِاعظم کا پٹرولیم مصنوعات کی موجودہ قیمتیں برقرار رکھنے کا اعلان ✍ **2/مارچ**: پاکستان: ملک میں فعال ٹیکس دہندگان کی تعداد 30 فیصد کم ہوگئی، ایف بی آر کی تازہ فہرست میں 935000 فعال ٹیکس دہندگان کم ہوگئے ✍ **3/مارچ**: پاکستان: چینی پانچ روپے اضافے سے 100 روپے کلو ہوگئی ✍ **4/مارچ**: پاکستان: سینٹ الیکشن، اپوزیشن امیدوار یوسف رضا گیلانی کامیاب، سندھ میں پی پی 7، پی ٹی آئی متحدہ 22، کے پی کے میں تحریکِ انصاف 10، اپوزیشن 2، بلوچستان حکومتی اتحاد 4، اپوزیشن کے 4 سینیٹر منتخب ✍ **5/مارچ**: پاکستان: اوگرا نے ایل پی جی 22 روپے فی کلو سستی کر دی، گھریلو سلنڈر 258 روپے سستا ✍ **6/مارچ**: پاکستان: مہنگائی 0.61 فیصد بڑھ گئی، سالانہ بنیاد پر

www.idaraghufran.org

14.95فیصد اضافہ، 22مختلف اشیائے ضروریہ مہنگی ✍ 7/مارچ: پاکستان: اعتماد کا ووٹ، وزیرِ اعظم پر 178ارکان کا اظہارِ اعتماد، 172ارکان کی حمایت درکار تھی، 180ارکان ایوان میں آئے، اپوزیشن جماعتوں نے کاروائی کا بائیکاٹ کیا ✍ 8/مارچ: پاکستان: 3غیر ملکیوں کمپنیوں کا پاکستان میں موبائل فون مینوفیکچرنگ پلانٹس لگانے کا اعلان، حکومت کی جانب سے متعارف کردہ نئی مراعاتی پالیسی کے نتیجے میں یہ پلانٹس فیصل آباد، لاہور اور کراچی میں لگائے جائیں گے ✍ 9/مارچ: پاکستان: حکومت سٹیٹ بینک کو مکمل خودمختاری دینے پر متفق، معاشی نمو کی حمایت اور آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی کے لیے ذمہ داریوں سے آزاد ✍ 10/مارچ: پاکستان: کورونا، 60سال سے زائد عمر کے افراد کی ویکسی نیشن آج سے شروع ✍ 11/مارچ: پاکستان: سندھ میں گندم کی فی من امدادی قیمت 2ہزار روپے مقرر ☎ سٹاک مارکیٹ مسلسل ڈاؤن، مزید 531پوائنٹس کی کمی ✍ 12/مارچ: پاکستان: پشاور ہائیکورٹ کے حکم پر ملک بھر میں ٹک ٹاک نامی ایپ بند، PTA کی کمپنیوں کو ہدایات جاری، معاشرے میں فحاشی پھیل رہی ہے، عدالت ✍ 13/مارچ: پاکستان: چیئرمین سینٹ انتخابات، حکومتی امیدوار صادق سنجرانی کامیاب، چیئرمین سینٹ منتخب، ڈپٹی چیئرمین سینٹ کے الیکشن میں حکومتی امیدوار مرزا محمد آفریدی کامیاب، ڈپٹی چیئرمین سینٹ منتخب ✍ 14/مارچ: پاکستان: کورونا، پنجاب میں ہفتہ اور اتوار کاروبار پر مکمل پابندی، مارکیٹیں، پارک شام 6بجے بند، لاہور سمیت 7شہروں میں 15تا 29مارچ شادی ہالز، مزار، ہوٹل مکمل بند، تقریبات میں 50افراد کی اجازت نوٹیفکیشن جاری ✍ 15/مارچ: پاکستان: کورونا تیسری لہر میں شدت، پنجاب میں ریکارڈ نئے کیسز، کاروبار بندش کے خلاف تاجروں کا احتجاج ✍ 16/مارچ: پاکستان: پٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمتیں برقرار، مٹی کا تیل 3.42، لائٹ ڈیزل 2.19روپے لٹر مہنگا اعلامیہ جاری ✍ 17/مارچ: پاکستان: وفاقی کابینہ، 7.8ارب روپے رمضان پیکج کی منظوری، 19اشیاء پر سبسڈی دی جائے گی ✍ 18/مارچ: پاکستان: قائمہ کمیٹی مذہبی امور، عورت مارچ میں توہینِ مذہب پر مقدمات درج کرنے کی ہدایت، این جی اوز کی فہرست طلب کرنے کا فیصلہ ✍ 19/مارچ: پاکستان: جسٹس فائز عیسیٰ کیس، لائیو کوریج کی درخواست پر فیصلہ محفوظ ✍ 20/مارچ: پاکستان: بجلی 5.65روپے فی یونٹ مہنگی کرنے کی منظوری، وفاقی کابینہ نے سرکولیشن سمری کے ذریعے 140ارب روپے کے اضافی ٹیکسوں کی بھی منظوری دے دی۔

www.idaraghufran.org